سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بازو قرار دیا۔

THE ALHAKAM QADIAN.

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

الحکم
دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی بہ چہار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ:۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:۔ شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ما
امراء و رؤسا سے صو
معاونین سے عـہ
عوام سے صہ
ممالک غیر سے ۱۲ر
مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو
خدا تعالیٰ کے فضل
اور رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے
قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۸ | ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ / ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ | مطابق ۲۸ مارچ و ۷ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۱ و ۱۲

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا اعلان جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق

صبر سے کام لو۔ اور گالیوں اور مار پیٹ کا بدلہ زبان اور ہاتھ سے نہ لو

۳۰ر مارچ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل اعلان جماعت احمدیہ قادیان کے لئے رقم فرمایا۔ جو بورڈوں پر لکھ کر مساجد اور احمدیہ چوک میں لٹکا دیا گیا

”تمام محلوں کے پریذیڈنٹوں کو اطلاع کی جاتی ہے کہ رات کو میاں محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی سے جو لڑائی ہوئی ہے اس کے بعد انھیں ایک گھر میں بند کر کے جو بعض احراریوں نے مارا ہے اس واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کوشش دفعہ ۱۴۴ کو لمبا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ احباب کو معلوم ہے کہ اسوقت حکومت کا ایک حصہ ہماری دشمنی پر تلا ہوا ہے۔ اور ہمیں بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ایسے موقعہ پر بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب نگران ہی دشمنی پر تلے ہوئے ہوں تو خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ادنیٰ تدبر سے یہ امر معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمیں دفعہ ۱۴۴ کے خاتمہ تک اس قسم کی لڑائی کرانے کی کوشش بے وجہ نہیں ہو سکتی۔ اور پھر ان لوگوں کی اس میں شمولیت جن کی دوکانوں پر پولیس کے بہت سے سپاہی بیٹھتے ہیں اور بھی شبہ پیدا کرنے والی ہے۔

ان حالات میں میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔ اور مار کھا کر بھی خاموش رہیں۔ گالیاں سنیں اور پروا نہ کریں۔ بلکہ احرار اور ان کی پشت پناہ بننے والے حکام کی ان کوششوں کو جو وہ سلسلہ کو بدنام کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ صبر اور تحمل کے ذریعہ سے ناکام کر دیں۔ بے شک یہ کام مشکل ہے لیکن مومنوں سے امید کی جاتی ہے کہ وہ مشکل سے مشکل امتحان میں کامیاب ہوں۔

عزیزو! یہ وقت ابتلاء کا ہے۔ حکومت کا ایک حصہ ہمارے دشمنوں سے مل کر ہمارے خلاف کھڑا ہے۔ اور ہم کمزور ہیں۔ لیکن ہمارا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہے ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ذلیل نہیں ہوں گے۔ ذلیل وہ غدار حکام ہوں گے۔ جو ملک معظم سے تنخواہ پا کر ان کی نمک حرامی کر رہے ہیں۔ یا احرار ہوں گے۔ جو حریت کا دعویٰ کرتے ہوئے اسوقت ظالم کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن رہے ہیں۔ تم صبر سے کام لو۔ تو اللہ تعالیٰ بالا افسروں کے دل پر حقیقت کھول دے گا۔ اور انشاء اللہ وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے لگیں گے۔ تھوڑے دن میں ہی خدا تعالیٰ اپنا ہاتھ دکھائے گا۔ اور دشمنوں کو ان ارادوں میں ناکام کر دے گا۔ اور ہماری مظلومیت اور برأت کو ظاہر کر دے گا۔

پس صبر سے کام لو۔ اور گالیوں اور مار پیٹ کا بدلہ زبان اور ہاتھ سے نہ لو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کرو۔ کہ اسوقت اس کے سوا کوئی تمہاری آواز سننے کے لیے تیار نہیں۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

معذرت

منشی حبیب احمد صاحب کاتب الحکم یکدم بیمار ہو گئے۔ ان کی بیماری کی وجہ سے مجھے مجبور ہونا پڑا کہ یہ پرچہ دو تاریخوں کا اکٹھا شائع کروں۔
احباب دعا کریں کہ منشی صاحب کو خدا تعالیٰ صحت کامل دے۔ تا کہ الحکم کی اشاعت پر ان کی بیماری کا اثر نہ پڑ سکے۔
(ایڈیٹر)
"

نوائے محبت

جوش ملیح آبادی نے ایک نظم "نعرۂ خروش" لکھی ہے جس میں جہاد بالسیف کی تلقین کی ہے۔ ہمارے شاعر شیریں بیان حضرت تسنیم نے اس کا ایک لطیف جواب لکھا ہے
پہلے چند شعر جوش صاحب کے ہیں۔ اور پھر تسنیم صاحب کے۔ (ایڈیٹر)

بھاگ ان باطل پرستوں سے کہ یہ پایان کار ۔ چھین لینگے ہاتوں ہی ہاتوں میں تجھ سے ذوالفقار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
خون کے دھارے کو اندر سے جسکے راستہ ۔ آنسوؤں کی سیل میں تو ڈھونڈھتا ہی وہ دیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
آرہی ہے دشت استبداد سے باد سموم ۔ اور محکومی سمجھتی ہے نسیم خوشگوار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
جنکے سایہ میں مچلتی ہیں بہاریں خلد کی ۔ مڑ نہ جائے دیکھ ان تابندہ تلواروں کی دھار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

جوش ملیح آبادی

* * *

قطع جوہر کو کردیں برگ گل کی دھار سے ۔ واسطہ ایسے جوانمردوں کو کیا تلوار سے
کھیلنا خوں سے نہیں حق گستروں کو سازگار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
دور کتنا جارہا ہے تو در مقصود سے ۔ کیا ترا رابطہ ہے خالی نغمۂ داؤد سے
صلح کا منّاد ہو کر آرزوئے گیرودار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
عمرؓ کو گھائل کیا تھا کونسی تلوار نے ۔ کس کے آگے سر جھکایا خالدؓ جرار نے
اب نہیں ملتی کہیں کیا وہ کمند جاں شکار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
سرخ آنکھیں بل جبیں پر ہاتھ میں شمشیر ہے ۔ "رحمت للعالمین" کی کیا یہی تصویر ہے
دیکھ جبریل امیں بھی ہو رہے ہیں شرمسار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
ہے جہان خستہ مشتاق تجلائے جمال ۔ ہو رہی ہے پھر تجھے کیوں فکر اظہار جلال
وقف کردیتا ہے خود ہی تیز تلوار اپنی دھار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
موت کر سکتی نہیں دشمن کی پائندہ تجھے ۔ زندہ کر دشمن کو بھی۔ رہنا ہے گر زندہ تجھے
رفعت اخلاق پر ہے زندگانی کا مدار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
فطرت پیکار خو کو صلح کا پیغام دے ۔ تو مسلماں ہے جہاں کو دعوت اسلام دے
حق کے اعلا کا نہیں ہے کشت و خوں پر انحصار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
آنسوؤں کی تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں ۔ طالب ہنگامۂ خوں ہے مگر ہمت نہیں
کیا فقط دعووں سے ہونا چاہتا ہے کامگار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
"حریت" ہی آہیں کیا نشان منتہائے زندگی ۔ ہاں مگر کھو بیٹھتی ہے جلوہ ہائے زندگی
ہو جب انسانوں کے خوں سے اسکا دامن داغدار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
موم میں تبدیل کرتا پتھروں کو ڈھال کر ۔ آرہا ہے خلد کا ساحر اٹھ استقبال کر
لیکے دامان تبسم میں تماشائے بہار
ہوشیار
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

[illegible]

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے

یہ خبر نہایت مسرت اور انبساط سے پڑھی جائیگی کہ چودھری اسد اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء برادر آنریبل چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی جگہ جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہو چکے ہیں پنجاب کونسل کے بلا مقابلہ ممبر مقرر ہو گئے ہیں۔ اس خبر پر ہماری جماعت جس قدر خوشی کرے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ چودھری صاحب موصوف کو بڑی بڑی خدمات کی توفیق دے اور ان کے تقرر کو ہر طرح مبارک کرے ہم صدق دل سے چودھری صاحب کی خدمت میں ہدیہ

مبارک باد پیش کرتے ہیں

میں کیونکر احمدی ہوا؟

جناب بابا رحیم بخش صاحب سنوری کے حالات

ہم تین شخص ہاشم علی صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری اللہ میں ایک ہی محلہ میں رہتے تھے ہم میں نہایت گہری دوستی تھی۔ اور ہم اکٹھے محلہ کی مسجد میں پڑھتے تھے آہستہ آہستہ ہمارے دل میں یہ خیال ہوا۔ کہ کوئی پیر پکڑنا چاہیئے۔ ان دنوں اتنا شوق تھا۔ کہ اگر کوئی پیر۔ فقیر۔ درویش ادھر آتا۔ تو اس کی دعوت کرتے اور ہر طرح کی خاطر و مدارات جو کچھ بھی ہو سکتا کرتے آخر ہاشم علی صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب دونوں پٹواری ہو گئے اور ملازم بھی ہو گئے۔ اب میں اکیلا رہ گیا۔ میرے والد صاحب۔ تایا صاحب اور دادا صاحب سب فوت ہو گئے تھے۔ میں اپنے چچا کے پاس رہتا تھا۔ چچا صاحب تحصیلدار تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چچا صاحب اپنی بیٹھک میں بیٹھے تھے ان کے پاس مولوی یوسف علی صاحب اور دو تین اور آدمی بھی تھے۔ وہاں حضور علیہ السلام کا اشتہار براہین احمدیہ کی چھپائی کی غرض سے پہنچا۔ جس کا مطلب جو میں اس وقت سمجھا وہ یہ تھا کہ میں نے مسلمانوں کے فائدے کے لئے ایک نہایت اعلیٰ کتاب لکھی ہے۔ مگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کو چھپاؤں۔ لہذا تمام احباب سے جو کہ اسلام کے خیر خواہ ہیں اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ امداد کریں۔ تو یہ کتاب شائع ہو جائے

اشتہار پڑھنے کے بعد مولوی یوسف علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ تو بھی کچھ دے۔ میں نے اندر جا کر والدہ صاحبہ سے ذکر کیا کہ اسطرح پنجاب سے ایک اشتہار آیا ہے مجھے بھی کچھ دو۔ تاکہ میں بھی ثواب میں داخل ہو جاؤں۔ والدہ صاحبہ نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ اور کہا کہ لے تیرے لئے یہی غنیمت ہے۔ جا اور یہ روپیہ دیدے۔ میں باہر آیا۔ اور میں نے وہ روپیہ دیا۔ اور کہا کہ جو کوئی مرزا صاحب کو خط لکھے۔ اس میں میری طرف سے سلام ضرور لکھدے۔ میرے چچا صاحب میری طرف حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ کہ اس لڑکے کو کیا ہو گیا۔ اور کیوں یہ اس میں اتنی دلچسپی لے رہا ہے۔

میں نے مولوی عبد اللہ صاحب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کچھ ہیں۔ اس کے بعد ایک دن ہماری بیٹھک ہی میں مشورہ ہوا کہ پنجابی لوگ عام طور ٹھگ ہوتے ہیں۔ اس اشتہار میں بھی ٹھگی اور دھوکہ نہ ہو۔ اس کی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ اور کسی شخص کو قادیان بھیجنا چاہیئے۔ جو پوری پوری تحقیقات کر کے آئے اس کام کے لئے مولوی عبد اللہ صاحب کو منتخب کیا گیا اور ان کو خرچ وغیرہ دے کر روانہ کر دیا۔ مولوی عبد اللہ صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے قادیان مرزا صاحب کے پاس بھیج رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ جائیں۔ ہم تو دوسروں کے بس میں ہیں۔ ورنہ آپ کے ساتھ ضرور چلتے۔ غرض مولوی عبد اللہ صاحب سنوری وہاں سے روانہ ہو کر قادیان آئے۔ اور پانچ سات دن رہ کر واپس چلے گئے جب وہ سنور آئے تو اس وقت میرے چچا سرہند میں تھے کیونکہ ان کا تبادلہ ہو گیا تھا۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا جب وہ سرہند آئے تو میں نے پوچھا۔ سناؤ کیسی گذری؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں یہاں سے روانہ ہو کر بٹالہ اترا۔ اور وہاں مولوی محمد حسین کے گھر ٹھیرا۔ اس نے کہا کہ کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ سنور سے آیا ہوں اور یہ مقصد ہے۔ تو مولوی محمد حسین نے کہا پھر قادیان میں مرزے کے پاس جا۔ قادیان یہاں سے آٹھ کوس ہے میں قادیان آیا۔ اور حضرت مرزا صاحب سے ملا۔ حضرت مرزا صاحب واقعی کچھ آدمی ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا اگر ہمارے نصیب میں ہو گا۔ تو ہم کو بھی اللہ تعالیٰ دکھلا ہی دے گا۔

اس کے بعد مولوی عبد اللہ صاحب اور ہاشم علی صاحب چونکہ آزاد تھے۔ اسلیئے آتے جاتے رہے۔ اور میں دوسرے کے قبضہ میں ہونیکی وجہ سے نہ آ سکا۔ اسطرح ایک لمبا عرصہ گذر گیا۔ میرے چچا کی دوسرے ضلع میں تبدیلی ہو گئی۔ اور پھر میں بھی کسی جگہ نوکر ہو گیا۔ جب ہم نوکر ہونے کی حالت میں کبھی چھٹی پہ گھر آتے۔ تو سنا کرتے۔ کہ مرزا قادیان والا کوئی ولی ہے۔ وہ انبالہ چھاؤنی آتا ہے۔ تو جب کھانا کھانے کا وقت ہوتا ہے۔ تو آدمی اندر سے آ کر کہتا ہے حضور کھانا تیار ہے۔ اور پھر جتنے دو چار بیس پچیس آدمی اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب اندر لے جاتے ہیں۔ سب کھانا کھاتے ہیں۔ اور پھر بھی کھانا بچ رہتا ہے۔ وہ تو ولی ہے۔

یہ باتیں سنکر ہمارا شوق تو بڑھتا رہا۔ اور دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا۔ آخر سب نے یہ مشورہ کیا کہ حضرت صاحب کو سنور بلائیں۔ تین اشخاص کو منتخب کیا۔ جن میں سے ایک غلام قادر صاحب تھے۔ چچا صاحب نے ان کو دعوت کا کارڈ لکھ کر دیا۔ اور یہ لوگ انبالہ چھاؤنی آئے اور چچا صاحب کا وہ خط حضرت اقدس کے حضور پیش کیا حضور نے منظور فرما لیا۔ اور فرمایا جب ہم قادیان جائینگے تو آپ کے ہاں کھانا کھا کر جائینگے۔

تحصیل میں ایک مدرسہ تھا۔ اور نہایت صاف اور عمدہ جگہ تھی ہم نے مناسب سمجھا کہ حضور کو یہاں ہی اتاریں۔ اسلیئے وہ مدرسہ ایک دو روز کے لئے خالی کرا لیا گیا اس کو خوب صاف کرایا۔ اور ضروری سامان اس میں مہیا کر دیا گیا۔ اس زمانے میں وہاں کا دستور تھا کہ اگر رعایا درخواست کر کے کوئی سرکاری چیز مانگتی۔ تو اس کو مل جاتی تھی۔ ہم نے بھی درخواست کی اور ایک بگھی لے لی تاکہ حضرت صاحب کو پٹیالہ سے اس میں بٹھا کر لائیں کیونکہ ان دنوں بھٹنڈہ کی طرف ابھی لائن نہیں نکلی تھی صرف پٹیالہ تک گاڑی جاتی تھی۔ جس روز حضور نے تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس روز ہم وہاں (سٹیشن پٹیالہ) پہنچ گئے۔ پٹیالہ کے تقریباً تمام اہلکار اور وزیر امیر تک سٹیشن پر حضور علیہ السلام کے استقبال کو آئے ہوئے تھے۔ صرف دو اہلکار جن میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا نہیں آئے۔

حضور علیہ السلام کا استقبال

جس وقت حضور علیہ السلام گاڑی سے اترے۔ تو وزیر صاحب نے آگے بڑھ کر حضور سے مصافحہ کیا۔ ہم لوگوں نے بھی حضور کو دیکھا۔ مگر ہم کو مصافحہ کا موقع نہ ملا وزیر صاحب آپ کو اپنی بگھی میں بٹھا کر اپنے باغ میں لے گئے۔ ان کا باغ سڑک بہادر گڑھ کی طرف تھا۔ اس باغ میں ایک کوٹھی تھی۔ وزیر صاحب نے حضور کو اپنی کوٹھی میں لے جا کر اتارا۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگ ہٹ گئے اور وزیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں چائے کا وقت آ گیا۔ وزیر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت چائے تیار ہے۔ غرض چائے آ گئی اور پی گئی۔ چائے پینے کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھائی لوگو! محمد حسن وزیر تمہاری ریاست کا شیعہ نہیں ہے۔ بلکہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ اسکے لئے بھی میں دعا کرتا ہوں۔ آپ سب بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی عاقبت بخیر کرے۔

دعا کے بعد حضور چلنے کے لئے تیار ہوئے ہم نے آپ کو اپنی بگھی میں جو ہم ساتھ لائے تھے بٹھا لیا۔ اسطرح حضور سنور میں وارد ہوئے۔ سنور میں جو مکان حضور کے لئے مخصوص کیا گیا تھا اس میں حضور کو اتارا گیا۔ کھانا تیار ہوا۔ تو حضور نے ان سب احباب سمیت جو وہاں موجود تھے تناول فرمایا۔ اور کھانے کے بعد آرام فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہاں کوئی نزدیک مسجد ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہے۔ حضور پھر اس مسجد میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر قصر یعنی صرف دو دو رکعت ادا فرمائیں۔ اور نماز کے بعد حضور ہم سب سے رخصت ہو کر پٹیالہ تشریف اور پٹیالہ سے قادیان تشریف لے گئے

اس کے کچھ عرصہ کے بعد جو مجھے یقینی طور پر یاد نہیں کہ کتنا عرصہ ہوا تھا۔ میں نے ایک خط حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حضور میں بیعت کرنا چاہتا ہوں آپ نے جواب دیا کہ

بیعت کا ہمیں حکم نہیں ہے کسی سے کرو

جب یہ کارڈ حضور کا ہمیں ملا تو ہم نے کہا کہ ابھی ہم نے ایک ہی آدمی دیکھا تھا جو کہ ولی تھا۔ ہم نے اس کی بیعت کرنی چاہی۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ اب ہم کس کی بیعت کریں؟

پھر میرے گھر سے اتفاقاً بیمار ہو گئیں۔ میں نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ آپ نے کمال ہمدردی ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ

میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔

کچھ عرصہ کے بعد جبکہ میں اور ہاشم علی صاحب اور ابراہیم تحصیل سنام میں ایک گاؤں کی پیمائش کرتے تھے

اتفاقاً ہمیں بیعت کا اشتہار ہاشم علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ میں نے کہا میں تو تیار ہوں۔ ہاشم علی صاحب نے کہا کہ میں بھٹنڈہ ہو کر جاؤں گا۔ اور میں سنور آ گیا۔ سنور کے لوگ پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ صرف میرا انتظار تھا۔ میرے آتے ہی ہم سب روانہ ہو گئے اور لدھیانہ پہونچے۔ رات ہم نے نواب صاحب کی سرائے میں بسر کی۔ اور صبح کو حضرت اقدس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ہم لوگوں سے پوچھتے تھے کہ یہاں کوئی پنجابی ولی آیا ہے۔ مگر کوئی ہمیں ٹھیک پتہ نہ دیتا تھا۔ آخر بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ منشی احمد جان صاحب کے گھر میں ایک پنجابی آیا ہوا ہے۔ ہم پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچے۔ اور اطلاع کرائی۔ اندر سے حکم ہوا بیٹھ جاؤ۔ اس پر ہم سب حویلی کے سامنے باہر کی طرف بیٹھ گئے۔ حویلی کے سامنے کچا مکان تھا۔ حضور اس میں تشریف لائے۔ اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور بیعت ہونے لگی۔ بیعت کا طریق یہ تھا کہ ایک آدمی اندر جاتا تھا اور بیعت کرتا تھا۔ اور ایک آدمی دروازے پر کھڑا انتظار کرتا تھا دروازے پر حامد علی صاحب کھڑے تھے جو کہ آواز دیتے تھے۔ یہ خبر ہوتے ہوتے میرا نمبر بھی آ گیا۔ میں بھی اندر گیا۔ اور میں نے سلام کیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا "کیا نام" میں نے عرض کیا حضور رحیم بخش فرمایا۔ "سنوری" میں نے کہا حضور۔ پھر میں نے بیعت کی اور باہر آ گیا۔ حضور کے پاس ایک کاپی تھی جس پر حضور اپنی قلم سے بیعت کرنے والوں کے نام نمبروار درج فرماتے تھے میں نے اپنا نمبر دیکھا تو میرا نمبر ستائیسواں تھا۔ بیعت کے بعد کھانا تیار ہوا۔ تو حضور نے فرمایا اس مکان میں کھلاؤ کیونکہ یہ مکان لمبا تھا۔ غرض دسترخوان بچھ گیا۔ اور سب دوستوں کو اس میں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے وقت اب اتفاق ہوا کہ میں حضور کے ساتھ ایک پہلو پر بیٹھا حضور اپنے برتن میں سے کھانا نکال کر میرے برتن میں ڈالتے جاتے تھے۔ اور میں کھانا کھاتا جاتا تھا۔ گاہے حضور بھی کوئی لقمہ نوش فرماتے تھے۔ کھانے کے بعد نماز کی تیاری ہوئی۔ نماز میں بھی ایسا ہی اتفاق پیش آیا۔ کہ میں حضور کے ایک پہلو میں حضور کے ساتھ کھڑا ہوا اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اسوقت امام کون تھا۔

لدھیانہ میں میری سسرال تھی میں نے چاہا کہ ان سے بھی مل آؤں۔ چنانچہ میں نے اس کا ذکر ہاشم علی صاحب سے کیا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ حضور سے رقعہ لکھ کر اجازت حاصل کر لو۔ پھر چلینگے۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں رقعہ لکھا گیا۔ آپ نے جواباً فرمایا" جس صاحب نے جانا ہے تشریف لے جائیں۔ اس پر میں اور ہاشم علی صاحب دونوں سسرال کی طرف تشریف لے گئے۔ رات وہاں قیام کیا۔ اور صبح کو بغیر اپنے ساتھیوں کو اطلاع کئے ہم دونوں سنور آ گئے۔ اور سنور سے اپنی اپنی ملازمت پر چلے گئے۔ وہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی مگر ایک لمبے عرصہ تک میں قادیان حاضر نہ ہو سکا۔

قادیان میں پہلی مرتبہ آنا

کچھ عرصہ کے بعد میں مہاراجہ کی اردلی میں ملازم ہو گیا ایک دفعہ مہاراجہ صاحب لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے مہاراجہ صاحب نے اجمیر میں ایک میچ میں شامل ہونا تھا فہرست مہاراجہ کے سامنے پیش ہوئی کہ فلاں فلاں آدمی ساتھ جائیں گے ان میں میرا نام نہیں تھا۔ مجھے مہاراجہ صاحب نے بلا کر فرمایا کہ تم نے میچ پر اجمیر جانا ہے بہت تھوڑے سے آدمی ساتھ ہوں گے۔ ان میں تمہارا نام نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اگر حضور اجازت دیں تو میں قادیان ہو آؤں انھوں نے کہا کہ ہاں چلے جاؤ۔ پھر اکونٹنٹ کو بلا کر مجھے خرچ دلوایا۔ اور یہ تاکید کی کہ تم ہماری اسپیشل کا انتظار نہ کرنا کہ امرتسر تک کرایہ بچ جائے گا۔ معلوم نہیں ہم کسوقت جائیں۔ اسلئے تمہاری گاڑی تیار ہے۔ اسیوقت روانہ ہو جاؤ۔ مگر ایک ہفتہ سے زیادہ نہ لگانا۔ غرض میں وہاں سے روانہ ہو کر قادیان پہنچا۔ وہ جمعہ کا روز تھا۔ میں جب قادیان آیا تو اسوقت جمعہ ہو چکا تھا۔ اور عصر کا وقت قریب تھا۔ یہاں آ کر میں میاں محمد اکبر خان صاحب سے ملا۔ جو ان دنوں حضور علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر ملازم تھے۔ اکبر خان صاحب نے کہا کہ اب عصر کے وقت ملاقات ہو گی۔ غرض میں ان کی ہدایت کے مطابق وضو کر کے مسجد مبارک میں اس کھڑکی کے پاس جا بیٹھا۔ جس میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضور تشریف لائے۔ تو میں نے کھڑے ہو کر حضور کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا

میاں رحیم بخش بہت عرصہ گذر گیا ایسا نہ کرنا چاہئے۔ جلد جلد آنا چاہیئے

میں یہاں ایک ہفتہ رہ کر واپس چلا گیا۔ حضور دونوں وقت سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی بھینی کی طرف کبھی بورڈنگ کی طرف۔ میں اجازت لے کر لاہور چلا گیا۔ اور پھر گاہے گاہے جب بھی موقعہ ملتا ایک دو روز کے لئے آتا۔ اور چلا جاتا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

میں اب تقریباً چودہ پندرہ برس سے قادیان میں ہجرت کر کے آ گیا ہوں۔ پہلے میں نے یہاں دکان کھولی تھی مگر اب پانچ چھ برس سے حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈیوڑھی پر ملازم ہوں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام خط و کتابت "...... بڑی حفاظت سے ایک قرآن کریم میں رکھی تھی۔ کوئی مسجد سے وہ قرآن کریم ہی اٹھا کر لے گیا۔ جس کا مجھے سخت افسوس ہے

وصیت نمبر ۴۰۷۳

مسماۃ مشیت خاتون زوجہ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد قوم شیخ عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۷-۸-۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا اس کی قیمت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی دو صد روپیہ مہر تعدادی پانصد روپے بذمہ شوہر اس تمام جائداد موجودہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں

العبد:۔ بقلم خود مشیت خاتون ۲۷ اگست ۱۹۳۳ء

گواہ شد:۔ غلام احمد مجاہد مولوی فاضل خاوند موصیہ بقلم خود
۲۷ اگست ۱۹۳۳ء

گواہ شد:۔ عبد الحق ولد غلام احمد صاحب بقلم خود
۲۷ اگست ۱۹۳۳ء

بچوں کے جلسے میں
علاقہ مجسٹریٹ کے حکم سے زبردستی
پولیس داخل ہو گئی

قادیان کے ایک محلے کے ستائیس بچوں کی ایک انجمن حزب اللہ کے نام سے بنی ہوئی ہے۔ اس نے اپنا ایک جلسہ ایک مکان کے اندر تبلیغی ٹریننگ کیلئے کیا۔ جلسے میں داخل ہونے کے لئے انھوں نے اپنے ممبروں اور بعض مدعوئین کو ٹکٹ جاری کئے لیکن منتظمین جلسہ کی حیرانی کی کچھ حد نہ رہی۔ جبکہ بچوں کے اس جلسے میں پولیس پہونچ گئی انھوں نے پولیس کو مکان کے اندر داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس علاقہ مجسٹریٹ صاحب چودھری حسین علی صاحب سے ایک حکمنامہ لکھا کر لائی۔ جس کی رو سے ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ مکان کے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ جبراً ان کو داخل کر لیا گیا مقامی پولیس کے آدمیوں کے علاوہ ذیلدار اور چار نمبردار بھی بچوں کے اس جلسے کی کارروائی سننے کے لئے موجود تھے

جلسے میں بچوں نے عربی زبان کی مشق کے لئے تقریریں عربی میں کیں۔ افسوس ہے کہ پولیس بغیر کارروائی نوٹ کرنے کے واپس آ گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ بچوں کے اس جلسے میں پولیس اور اس کے ساتھیوں کی تعداد ایک درجن کے قریب تھی۔ اور یہ سب کچھ اس انتظام کے علاوہ تھا۔ جو فوری ضرورت پر استعمال کرنے کے لئے مہیا رکھا گیا تھا۔

احمدیت کا پیغام
فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

مولوی عبد الوہاب صاحب عمر سیکرٹری احمدیہ انٹر کالیجیٹ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ جناب چودھری صاحب کا مہتم بالشان لیکچر جو "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر لاہور میں ہوا انگریزی میں چھپ رہا ہے تبلیغ کے لئے لاجواب رسالہ ہے چھ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پتہ پر منگوائیں۔ لیکچر اردو میں بھی شائع کیا جائے گا۔

عبد المجید کارکن احمدیہ ہوسٹل لاہور

حضرت امیر المومنین کے سفر گورداسپور کے تفصیلی حالات

سپیشل ٹرین کی روانگی - ہزارہا مشتاقان دید کا اجتماع

احمدیوں کا پُرامن جلوس - پولیس کا انتظام - مخالفوں کی افسوسناک حالت

عطاء اللہ بخاری کے مقابلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے نام بھی بطور گواہ صفائی سمن تقسیم کیا گیا تھا۔ جو حضور کے بلند مقام کو دیکھتے ہوئے۔ خود ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس مقیم قادیان نے بمع انچارج صاحب چوکی قادیان تقسیم کیا۔

حضور کی روانگی کی خبر معلوم ہونے پر قادیان اور نواح کے احمدیوں میں اس امر کا شدید جوش موجزن تھا کہ وہ اپنے امام کے ساتھ جائیں۔ اور انھیں اندیشہ تھا کہ منتظمین ان کو روک نہ دیں۔ اسلئے لوگ بار بار پوچھتے تھے کہ کیا ہمکو جانے دیا جائے گا۔ یا نہیں۔ لوگوں کے اس جوش کا احساس کرتے ہوئے ذمہ وار افسروں نے احباب جماعت کو روکنا پسند نہیں کیا۔ جانے والوں کی کثرت دیکھ کر نیشنل لیگ نے ۸۰۰ آدمیوں کے لئے سپیشل ٹرین ریزرو کرانے کا انتظام کیا۔

۲۳ کی صبح

۲۳ کی صبح قادیان میں ایک غیر معمولی صبح تھی۔ چونکہ حضرت اقدس نے موٹر کار کے ذریعہ جانا تھا۔ اس لئے نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت نے حضور کی کار کی حفاظت کے لئے سائیکلوں پر جانے کی خواہش کی جو منظور کر لی گئی۔

سائیکل سوار

سائیکلسٹوں کی پندرہ پارٹیاں ترتیب دی گئیں جو حضور کی کار کے ساتھ تھیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب یہ نوجوان تھے۔ صبح ۸ بجے حضور کی کار شاندار طریق سے روانہ ہوئی۔ بائیسکل سوار آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں حضور کی کار کو گھیرے ہوئے تھے۔

قادیان اسٹیشن کا منظر

سپیشل ٹرین ۷ بجکر ۴۲ منٹ پر روانہ ہونیوالی تھی ہزارہا کی تعداد میں احمدی اسوقت اسٹیشن کے اندر باہر کھڑے تھے۔ ہر شخص کے چہرے پر اس امر کی خوشی اور مسرت جھلک رہی تھی کہ اس کو اپنے آقا کی معیت کا شرف حاصل ہوگا۔

ٹکٹوں کی تقسیم

چونکہ نیشنل لیگ نے بحیثیت مجموعی گاڑی کا کرایہ ادا کر دیا تھا۔ اس کے لئے ایک خاص ٹکٹ جاری کر دیئے تھے جن پر نظارت امور عامہ کی مہر تھی۔ اور نمبر لکھ دیئے گئے تھے۔ تاکہ ریلوے والوں کو مسافروں کی گنتی میں کسی قسم کی دقت نہ ہو سکے۔

گاڑی ٹھیک سات بجکر ۵۴ منٹ پر روانہ ہوئی۔ گاڑی میں اسقدر بھیڑ تھی بہت سے لوگ گورداسپور تک کھڑے کھڑے اور بہت سے اوپر تختوں پر بیٹھ کر گئے گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔

روانگی کیوقت ہر ایک کمرے میں لوگوں نے رقت سے دعائیں کیں۔ الغرض دعاؤں کے ساتھ گاڑی روانہ ہوئی قادیان سے چلکر بٹالہ اسٹیشن پر گاڑی کھڑی ہوئی پولیس نے ریلوے لائن پر گاڑی کی حفاظت کے لیے باوردی سپاہی کھڑے کئے ہوئے تھے۔ اسٹیشن پر سب انسپکٹران پولیس کے علاوہ رائے صاحب پنڈت جواہر لال صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ خود باوردی موجود تھے۔ بٹالہ میں گاڑی کے انجن کا رخ تبدیل کیا گیا۔ اور گاڑی گورداسپور روانہ ہوئی جہاں گاڑی ۹ بجکر ۵۴ منٹ پر پہنچ گئی۔

جلوس

جماعت کا یہ بے پناہ ہجوم نہایت پُرامن طریق سے جلوس کی شکل میں نکلا۔ پہلے اس سڑک کی طرف گیا جہاں سے حضرت اقدس نے تشریف لانا تھا۔ جلوس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے پرانے صحابی اور بڑے بڑے بوڑھے تھے۔ اور بعض نابینا لوگ بھی موجود تھے۔ ان کے اخلاص کی اس حالت کو دیکھ کر میرے دل میں ایک قسم کی رقت پیدا ہوتی تھی۔ اس جلوس کو دیکھ کر سینکڑوں لوگ اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر دیکھ رہے تھے۔ جلوس مختلف سڑکوں سے گزر کر اس جگہ پہنچا۔ جہاں سے حضرت کی موٹر گذرنے والی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ موٹر دو چار منٹ پہلے گذر گئی۔ آخرش یہ جلوس چودھری شیخ محمد نصیب صاحب کی کوٹھی پر پہنچا۔ جہاں حضرت اقدس قیام فرما تھے

ناظر صاحب ضیافت کا کیمپ

ناظر صاحب ضیافت جناب میر محمد اسحاق صاحب دو دن پہلے سے بمع اپنے ایک خاص سٹاف کے یہاں موجود تھے۔ ان کے انتظام نے گورداسپور میں سالانہ جلسہ کی جھلک دکھلا دی۔

میر صاحب خاص قابلیتوں اور خوبیوں کے آدمی ہیں انتظامی معاملات کو وہ اس حسن و خوبی سے سرانجام دیتے ہیں کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ کام بالکل ہلکا اور آسان ہے۔

میر صاحب نے ان تمام مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ایسے موقعوں پر اور ایسی معاندانہ حالتوں میں پیش آجایا کرتی ہیں۔ سارا سامان لنگر خانہ قادیان سے گورداسپور بھجوا دیا تھا۔ اسی دیگیں۔ اور سینکڑوں بالٹیاں۔ لوٹے۔ آبخورے۔ چٹائیاں۔ تھالیاں پیالے۔ رکابیاں۔ لمپیں۔ پانی کے حمام۔ الغرض ہر قسم کا سامان بافراط مہیا کر دیا گیا تھا۔

کوٹھی کے وسیع میدان میں دریاں اور چٹائیاں بچھا کر اس پر دستر خوان بچھا دیئے گئے تھے۔ کوٹھی کے سامنے کی طرف ایک چاندنی کا بند لگا دیا گیا تھا اور کئی ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے چاندنیاں تان دی گئی تھیں۔

کوٹھی کے گرد نوجوان لڑکوں کا پہرہ اسلئے لگا دیا گیا تھا تاکہ کوئی سامان وغیرہ چرا نہ سکے۔ جو بافراط ہر جگہ پھیلا پڑا تھا۔

احباب کے پہنچنے سے پہلے کھانا پک کر تیار ہو چکا تھا کھانے میں صرف پلاؤ پکوایا گیا تھا۔ جو ہر طرح سے عمدہ اور مرغوب الطبع تھا۔

میر صاحب کے سٹاف میں مولوی عبدالرحمان صاحب مولوی فاضل۔ مولوی ارجمند خان صاحب مولوی فاضل اور مفتی فضل الرحمن صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں والنٹیر اور معاونین نہایت اخلاص سے کھانا کھلاتے تھے اور سب مہمانوں سے شریفانہ برتاؤ کرتے تھے۔ اس سارے سٹاف کی نگرانی میر صاحب خود کر رہے تھے۔

مہمانوں کی آمد

اس تقریب پر بہت دور دور سے مہمان آئے تھے بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ شیخوپورہ۔ گجرات۔ فیروزپور گوجرانوالہ۔ ملتان کے سوا کشمیر اور سرحد تک کے لوگ موجود تھے

فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب۔ پیر اکبر علی صاحب ممبر کونسل۔ خان بہادر شیخ رحمت اللہ خان صاحب۔ چودھری عبداللہ خان صاحب۔ چودھری اسداللہ خان صاحب۔ چودھری عصمت اللہ خان صاحب۔ سید انعام اللہ شاہ صاحب مالک و ایڈیٹر دور جدید۔ سید دلاور شاہ صاحب سابق ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک۔ خان عبداللہ خان صاحب آف

مالیر کوٹلہ۔ لفٹنٹ سردار نذر حسین صاحب۔ مستری حاجی موسیٰ صاحب نیلہ گنبد۔ شیخ محمد حسین صاحب ملتان۔ خان بہادر غلام محمد خان صاحب آف گلگت۔ خواجہ محمد خان صاحب آف سری نگر۔ مسٹر غلام محمد صاحب اختر آف لاہور وغیرہ وغیرہ قابل ذکر احباب موجود تھے

قادیان سے تو سات آٹھ سو احباب گئے۔ جن میں چند احباب کا ذکر خاص طور پر کر دینا مناسب ہوگا۔

چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ مرزا گل محمد صاحب۔ خان صاحب فرزند علی خان صاحب ناظر امور عامہ۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت۔ جناب شیخ یوسف علی صاحب اسسٹنٹ ناظر امور عامہ۔ مولانا شمس صاحب اسسٹنٹ ناظر تبلیغ۔ مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال۔ خان صاحب برکت علی خان صاحب۔ میرزا عبد الغنی صاحب گورنمنٹ پنشنر کنیا کالونی۔ مرزا محمد شفیع صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ۔ مولانا شیر علی صاحب بی اے۔ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو۔ جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق۔ جناب خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل۔ شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم۔ مولانا نیر صاحب۔ مولانا محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر۔ چودھری غلام محمد صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب میڈیکل افسر قادیان۔ پریذیڈنٹ صاحب نیشنل لیگ قادیان۔ مولوی غلام مجتبیٰ صاحب پریذیڈنٹ لوکل کمیٹی قادیان۔ مولوی فضل الدین۔ ملک عبد الرحمان صاحب خادم۔ مولانا اجمیری صاحب۔ صاحبزادہ ابو الحسن صاحب قدسی۔ مولوی فخر الدین صاحب ملتانی۔ مہاشہ فضل حسین صاحب وغیرہ وغیرہ آٹھ سو احباب موجود تھے

گورداسپور میں پولیس کا انتظام

گورداسپور میں اس موقع کے لئے حکومت نے لاہور اور امرتسر سے بہت سی ایڈیشنل پولیس منگوائی ہوئی تھی۔ جس نے کچہری کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ اور کچہری کے ایک خاص حصے پر جس طرف حضرت اقدس کی موٹر نے کھڑا ہونا تھا۔ کسی شخص کو جانے نہیں دیتی تھی

احمدیہ پبلک کو یہ سنکر سخت مایوسی ہوئی کہ پولیس نے لوگوں کو کچہری کے کمپونڈ میں جمع ہونے سے روک دیا ہے باوجود اسکے ہزارہا انسان اسٹیشن سے کچہری آنے والی سڑک پر کھڑے تھے۔

میرے دل پر ایک رقت آمیز حالت طاری ہوئی جبکہ میں نے اس زمرے میں بعض نابینا اور سخت کمزور بڈھوں کو دیکھا۔ جو فرط محبت سے چلے آئے تھے۔ اور اپنے آقا کے انتظار میں کھڑے تھے۔

حضرت اقدس ٹھیک وقت مقررہ پر کچہری کے کمپونڈ میں پہونچ گئے تھے۔ جب ان کی موٹر جا کر رکی تو اسوقت پولیس نے فوراً اسطرف کے راستے روک دیئے پولیس کے چند سپاہی کچہری کے احاطہ میں پھر رہے تھے اور اگر کسی جگہ کوئی اجتماع ہو جاتا تو اُسے روک دیتے اور منتشر کر دیتے تھے۔

سی آئی ڈی کا انتظام

سی آئی ڈی کے آدمی بھی نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ خصوصاً آغا رشید صاحب سب انسپکٹر سی آئی ڈی بہت واضح طور پر چکر کاٹ رہے تھے۔

احراری

احرار کے متعلق معلوم ہوا کہ ۲۲ مارچ کو بروز جمعہ مولوی عطاء اللہ بخاری نے خطبہ جمعہ گورداسپور میں پڑھا۔ اور کہا کہ اگر میں زندہ بچ کر آ گیا تو میں تم کو تمہارے مکانوں میں آ کر ملوں گا۔ تمہارے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مدرسے بناؤں گا۔ اور یہ کروں گا اور وہ کرونگا۔

احراریوں کی طرف سے کئی ایک مولانے آئے ہوئے تھے۔ جن میں مولوی حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی اور مولوی کرم الدین صاحب ساکن بھین ضلع جہلم بھی تھے

مولوی کرم الدین نے اس مقدمہ میں آ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک اور مماثلت پوری کر دی۔ اور وہ یہ کہ جسطرح کرم الدین کے مقدمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عزت سے نوازا۔ اور ہزاروں آدمیوں کے سامنے کرم الدین کو ذلیل کیا۔ حالانکہ وہ آپ کی ذلت دیکھنے کا متمنی تھا۔ اسیطرح خدا تعالیٰ ان لوگوں کو بتا دیا کہ وہ سلسلہ اب کسطرح بڑھا اور پھلا پھولا ہے۔ اور کسطرح آج اس دن کی نسبت آج بیسیوں گنا زیادہ لوگ جمع ہیں۔ جس طرح کرم الدین نے آ کر ہم پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ اور عطاء اللہ ایک ہی ہیں۔ اسی طرح مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح ایک ہی ہیں۔ احمدیوں کو جب معلوم ہوا تو وہ جوق در جوق اس شخص کو دیکھنے جاتے تھے۔ جس کے سبب خدا کے برگزیدہ مسیح کی صداقت کے بیسیوں نشان ظاہر ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے دشمنوں کی صف اول میں لڑا اور ناکام و نامراد رہا۔

مولانا انور بوتالوی نے جب اس کی تصویر کھینچ لی۔ تاکہ آئندہ نسلوں کے لیے باعث عبرت ہو

احراری کہلانے والوں میں ایک طبقہ ایسے لفنگوں کا تھا جو کوشش کرتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح احمدیوں کے گلے پڑے مگر پولیس نے اُن کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

ہندو اور سکھ معززین

ہندوؤں اور سکھ معززین کی ایک بڑی جماعت حضرت امیر المومنین کو دیکھنے کے لئے بے قرار تھی اور وہ پوری بے قراری سے کئی گھنٹے انتظار میں کھڑی رہی

مولوی ابو الفضل محمود جو ایک جواں ہمت نوجوان ہیں وہ پیسے پیسے میں دو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ فروخت کر رہے تھے۔ جن کی بڑی تعداد ہندوؤں اور سکھوں نے لی اور ایک حصہ بعض مسلمانوں نے بھی لیا۔

مولوی ابو الفضل صاحب میں یہ خوبی ہے کہ وہ سلسلہ کا لٹریچر فروخت کرنے میں بہت دلیر ہیں۔ اور اسے ہر ایک دشمن تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین عدالت کے کمرے میں

حضرت امیر المومنین جب عدالت کے کمرے میں داخل ہوئے۔ دیوان سکھ آنند صاحب سپیشل مجسٹریٹ نے حضور کا پورا احترام کیا۔ اور حضور کو کرسی پیش کی۔ حضور کے ساتھ حسب ذیل حضرات کو اندر جانے کا شرف حاصل ہوا جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب۔ پیر اکبر علی صاحب ممبر کونسل شیخ بشیر احمد صاحب۔ مرزا عبد الحق صاحب بی اے وکیل۔ چودھری نصیر الحق صاحب بی۔ اے وکیل ایڈیٹر صاحب الفضل۔ ملک عبد الرحمان صاحب خادم مولانا اجمیری صاحب۔

حضور عدالت سے باہر

حضور کا عدالت سے نکلنا تھا کہ ہزاروں انسانوں کا جم غفیر جو عدالت کے سامنے جمع تھا پروانہ وار اپنے آقا و مرشد کی موٹر کے گرد جمع ہو گیا۔ اور وہ دیوانہ وار حضور کی موٹر کے ساتھ دوڑنے لگا۔

عدالت سے لے کر شیخ محمد نصیب کی کوٹھی تک تقریباً پون میل کا فاصلہ ہوگا۔ وہ تمام خدام سے بھرا ہوا تھا۔ ان لوگوں کی اپنے امام کو دیکھ کر یہ حالت ہو رہی تھی کہ وہ بے اختیار مسرت اور خوشی سے بھر جاتے تھے۔ ان کے چہروں پر سیکڑوں عیدوں کی خوشی ظاہر ہو رہی تھی۔ ہر شخص بڑھ بڑھ کر السلام علیکم کا ہدیہ پیش کر رہا تھا۔

حضور اپنے خدام کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرماتے اور بار بار وعلیکم السلام فرماتے۔

کھانا اور نماز

کیمپ میں داخل ہو کر حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ اور پھر نماز با جماعت ادا فرمائی۔ کوٹھی کا وسیع پنڈال نمازیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور سب کے سب لوگ اپنے آقا کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کے حضور سربسجود ہو گئے۔ نماز کے بعد پھر حضور عدالت کو تشریف لے گئے۔

جلسہ

کیمپ میں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے حاضرین کے وقت کو مفید کام میں لگانے اور تبلیغی اغراض کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں متعدد نظموں کے علاوہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ایک عالمانہ تقریر کی جس میں ہزارہا کی حاضری تھی۔ اور سامعین نے مولانا کی تقریر کو بہت توجہ سے سُنا۔ اور فائدہ حاصل کیا

پانی کا بائیکاٹ

احرار گورداسپور کی وسعت اخلاق کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ انھوں نے گورداسپور کے سقوں کو پانی بہم پہنچانے سے روک دیا۔ اور وہ ایسے وقت میں پانی سے انکار کر کے چلے گئے۔ جبکہ بہتیرے لوگ ابھی کھانا کھا رہے تھے اور ہزارہا بندگان خدا نے ابھی وضو کرنا تھا۔

مگر منتظمین کی جواں ہمتی قابل داد ہے۔ کہ انھوں نے بیسیوں والنٹیر لگا کر پولیس لائن کے کنوئیں سے پانی بھر لیا

حضور کی دوبارہ عدالت سے واپسی

حضور نے دوبارہ پانچ بجے عدالت سے واپس آنا تھا۔ پانچ بجے سے پیشتر ہی احباب جوق در جوق عدالت کی طرف جانے لگ گئے۔ اور پہلے کی طرح حضور کی موٹر کے ساتھ ہزارہا مشتاقاں دوڑتے ہوئے کیمپ تک آ گئے۔ حضور نے کیمپ میں

داخل ہوکر اپنے خدام میں حسب ذیل تقریر فرمائی

تقریر

پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مومنوں کو مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ ہم دنیا پر غالب آئینگے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی کے ماننے والوں پر زلزلے آئیں گے۔ اگر کہا جاتا کہ نبی کے ماننے والوں کے لئے پھولوں کی سیج بچھائی جائے گی۔ تب تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ ہمیں مشکلات کیوں پیش آتی ہیں۔ مگر جب کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ انبیاء کی جماعتوں کو کانٹوں پر گزارتا ہے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم پر بھی مشکلات آئیں گی مصائب آئیں گے۔ مگر آخر کامیابی ہمارے لئے ہے آپ لوگ عبادتیں کریں۔ دعائیں مانگیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کریں۔

آخر میں اس موقعہ پر آنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: میں سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کا بھی جو آج آئے۔ ان کا بھی جو پھر آئینگے۔ میں تمام سفر میں دعا کرتا آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان تمام دوستوں پر جو آج آئے اپنے خاص خاص فضل نازل فرمائے اور ان پر بھی فضل نازل کرے جو پرسوں آئینگے"

اسپیشل ٹرین کی واپسی

۶ بجے کے بعد اسپیشل ٹرین قادیان کو روانہ ہوئی اور حضور بذریعہ موٹر قادیان تشریف لائے۔ جس سڑک سے موٹر گذری وہاں جانے اور آنے ہوئے پولیس کا انتظام تھا۔

حضرت امیر المومنین کا دوسرا سفر

مقدمہ کی دوسری تاریخ ۲۵ مارچ تھی۔ دشمنان سلسلہ کا خیال تھا کہ پہلے دن تو احمدی سپیشل ٹرین لے کر آگئے ہیں اب کہاں آئیں گے۔ اور حضرت امیر المومنین کو شاید اسدفعہ تنہا آنا پڑے گا۔ مگر جماعت میں اسقدر جوش تھا کہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اگر ایک ماہ تک بھی ہمکو اسیطرح آنا پڑے گا۔ تو ہمارے اخلاص و محبت میں کمی نہیں آئے گی۔ جماعت کے اس اخلاص کو دیکھ کر اور پُر زور مطالبہ کو سن کر نیشنل لیگ کو ریلوے کو پھر تار دینی پڑی کہ گاڑی بھیجی جائے۔

چونکہ گاڑی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ساڑھے چھ بجے روانہ ہوگی۔ اسلئے جماعت کے افراد اور قریب قریب جماعتوں کے سینکڑوں آدمی علی الصباح اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے

اسٹیشن کا نظارہ

اسٹیشن کا نظارہ بڑا دلفریب تھا۔ سینکڑوں آدمیوں کا اجتماع اسٹیشن پر ...... سالانہ جلسہ کی شان کا منظر پیدا کر رہا تھا۔ الفضل فروخت کرنے والے لڑکوں کی آوازیں ساکنین قادیان کے کانوں کو بھلی معلوم ہوتی تھیں یہ وہ بستی تھی۔ جہاں کسی زمانہ میں معمولی خورد و نوش کی اشیاء تک میسر نہ آتی تھیں۔ آج یہ حالت ہے کہ قادیان ہفتہ وار اخباروں کے علاوہ روزانہ اخبار کی اشاعت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور دیگر شہروں کی طرح ہم سن رہے ہیں کہ لڑکے شور مچا رہے ہیں "آج کا تازہ پرچہ الفضل"

ہماری یہ کامیابیاں دشمنوں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہی تھیں۔ دور دور تک لوگوں کی قطاریں افواج در افواج اور جوق در جوق اسٹیشن کی طرف آ رہی تھیں

روانگی کا جب وقت آیا تو عازمین گورداسپور نے دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور نہایت خشوع اور خضوع سے بارگاہ ایزدی میں گڑگڑانے لگے۔ دعا کے ساتھ فدایان کو لے کر یہ گاڑی گورداسپور کو پونے آٹھ بجے روانہ ہوئی گاڑی اس قدر کھچا کھچ بھری ہوئی تھی کہ بہت سے لوگوں کو گورداسپور تک بیٹھنے کی جگہ نہ ملی۔

بٹالہ

بٹالہ میں چونکہ گاڑی نے انجن کا رُخ بدلنا تھا۔ اسلئے چند منٹ کا گاڑی کو قیام کرنا تھا۔ اسلئے سینکڑوں کی تعداد میں احباب گاڑی سے اتر کر ٹہلنے لگے۔ جس سے تمام اسٹیشن بھر گیا۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے بہت سے غیر احمدی بھی اسٹیشن پر جمع ہو گئے تھے۔ جو پلیٹ فارم کے باہر دیکھ رہے تھے۔

گورداسپور

حسب معمول اسدفعہ بھی جلوس کی شکل میں یہ قافلہ گورداسپور میں داخل ہوا۔ اور کیمپ میں جا کر اور کھانا کھا کر لوگ جوق در جوق عدالت کی طرف چل پڑے۔ اور اسوقت تک وہیں کھڑے رہے جب تک امیر المومنین واپس تشریف نہیں لائے۔ حضور کی واپسی پر آج بھی مشتاقان زیارت موٹر کے ساتھ دوڑے۔ اور حضور کے دیکھنے سے سب کے چہروں پر خوشی اور مسرت کی لہریں چمکتی ہوئی نظر آتی تھیں۔

حضور نے کیمپ میں آ کر کھانا تناول فرمایا۔ اور ہزارہا آدمیوں کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ حضور دو بجے پھر تشریف لے گئے۔ آج بھی حضور کے جانے کے بعد ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی زیر صدارت حسب معمول جلسہ ہوا جسمیں مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مولانا ظہور حسین صاحب نے تقریریں کیں۔

مولانا شمس نے حضرت مسیح موعودؑ کی مسیح ناصری سے مماثلت پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ پہلے مسیح پر متوازی حکومت قائم کرنے کا الزام تھا۔ جیسے وہ الزام غلط تھا ویسے ہی یہ الزام غلط ہے۔ مگر اس الزام نے ایک اور مماثلت کو ثابت کر دیا

حضور کی واپسی

حضور کی واپسی کیوقت تک تمام مشتاقان دید پھر عدالت سے لے کر کیمپ تک جمع ہو گئے۔ اور حضور کا پُرجوش طریق سے استقبال کر رہے تھے۔ حضور نے واپسی پر چند الفاظ میں تقریر فرمائی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے،

تقریر

آپنے ڈیسی پر اس سائبان کے نیچے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں حضور نے فرمایا کہ:۔

آج شہادت تو ختم ہو چکی ہے۔ مگر پھر بحثوں کی تاریخ جرح کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ احباب کو اس تکلیف سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ان کے مقابلہ میں جو انعامات اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمائے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ اگر وہ انعامات انسان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ تو انسان یہی کہے گا کہ اے میرے رب میری تو صرف یہی خواہش ہے کہ میں زندہ کیا جاؤں۔ اور پھر تیری راہ میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر تیری راہ میں مارا جاؤں اور یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے

تقریر کے بعد آپنے احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور پھر فرمایا کہ چونکہ اب گاڑی کا وقت بہت تنگ ہو چکا ہے۔ اسلئے میں سب دوستوں کو جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

اس کے بعد حضور بذریعہ موٹر واپس تشریف لے گئے اور سائیکل سوار والنٹیر آگے اور پیچھے تھے اور خدام بذریعہ ریل واپس آ گئے

چونکہ ۲۷ مارچ کو حضور نے سرکاری وکیل کی مکرر جرح کے لئے واپس تشریف لانا تھا۔ اسلئے احباب ۲۷ کو حضور کی معیت میں گورداسپور آنے اور حضور کے ساتھ رہنے کے لئے پرجوش جذبہ لے کر واپس آئے۔

حضرت اقدس کا تیسرا سفر

تیسری مرتبہ حضور ۲۷ مارچ کو شہادت کے لئے تشریف لے گئے اس سفر کے حالات بھی بالکل پہلے ہی دو سفروں جیسے تھے۔ مگر ان میں حسب ذیل اضافہ کیا جاتا ہے

فدایان احمدیت کی عزت افزائی

آج کے روز حضرت اقدس نے اپنے خدام کی عزت افزائی کے لئے بذریعہ ریل جانا منظور فرمایا۔ حضور بھی تھرڈ کلاس کے ڈبے میں سوار تھے اور اسطرح ان تمام احمدی مسافروں کی جو تیسرے درجے کا سفر کرتے ہیں عزت کو بڑھا دیا۔ اور اب ہماری جماعت کے کسی غریب مسافر کو انقباض نہ ہوگا کہ وہ کیوں تیسرے درجے میں سفر کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اسکے سید و مولیٰ اپنے فدائیوں کے ساتھ تیسرے درجے میں سفر فرما چکے ہیں۔ حضور خدا کے اس زبردست جلوس میں گورداسپور کے اسٹیشن سے کیمپ میں وارد ہوئے۔ جہاں تھوڑی قیام فرما کر عدالت میں تشریف لے گئے۔ آج پہلے ہی وقت میں حضور فارغ ہو گئے۔

جلسہ نماز ظہر کے بعد ۳ بجے کوٹھی کے وسیع احاطہ میں زیر صدارت ناظر صاحب تبلیغ جلسہ ہوا۔ اس جلسہ کا پروگرام جناب مرزا عبدالحق صاحب صدر انجمن احمدیہ گورداسپور کی طرف سے چھاپ کر شائع کر دیا ہوا تھا۔ اس پروگرام کے ماتحت مولوی نذیر صاحب مولوی فاضل نے پیشگوئیوں پر اعتراضات کے اصولی جواب اور مولانا شمس نے حبیب الرحمان لدھیانوی کے ان اعتراضات کا جواب دیا۔ جو ایک روز قبل گورداسپور میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئے تھے۔ ۵ بجے حضرت امیر المومنین جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ایک عظیم الشان تقریر ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا پر (حقائق و معارف سے پُر) فرماتے ہوئے احمدیت کی سچائی کو ایسے طریق سے پیش کیا۔ جو ہر شخص کے ذہن نشین ہو گیا۔ آج کے جلسے میں گورداسپور کے ہندو سکھ عیسائی معززین کثرت سے شریک ہوئے۔ ۶ بجے حضور نے تقریر ختم فرمائی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا

بیعت کرنے والے ان تین ایام میں ۹۰ اشخاص داخل سلسلہ حقہ ہوئے اللھم زد فزد (آمین)

ریلوے میں نظارت امور عامہ کے ٹکٹ اور چیکر

نظارت امور عامہ نے تین روز تک اپنی طرف سے ٹکٹ جاری کئے۔ جنپر مہر دیدیئے تھے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کسقدر آدمی سفر کر رہے ہیں اور اس امر کے معلوم کرنے کے لئے کوئی بغیر ٹکٹ سفر نہ کرے خاص طور پر ٹکٹ چیک کرنے کے لئے آدمی مقرر کر رکھے تھے

اس طرح یہ سفر نہایت خیر و خوبی سے ۲۷ مارچ کی شام کو ختم ہو گیا۔

احرار یا ان کے معاونین نے جو سازش سلسلہ کے خلاف کی تھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو اس میں منہ کی کھانی پڑی

الحمد للہ رب العالمین

نیشنل لیگ قادیان کا چیف سکرٹری پنجاب کو تار

حسب ذیل تار ۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو نیشنل لیگ قادیان نے چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو دیا ہے
حبیب الرحمان پریذیڈنٹ احرار سیالکوٹ کے جلسے میں جو ۲ اپریل کو منعقد ہوا امام جماعت احمدیہ کو عیاش اور بدچلن کہا ہے
کیا گورنمنٹ اس کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائے گی۔ (صدر نیشنل لیگ قادیان)

مبارکباد

ہمارے عزیز اور مکرم دوست مولانا ارجمند خان صاحب نے بوجہ ضرورت شرعی دوسری شادی کی ہے۔ ۷ اپریل ۳۵ء کو بوقت ۱۲ بجے تقریب ولیمہ ادا ہوئی۔ حضرت امیر المومنین نے شرکت فرما کر مولانا کی عزت افزائی فرمائی۔ ہم اس تقریب پر صدق دل سے اپنے مولانا کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور اس شادی کے بابرکت اور جانبین کے لئے مبارک ہونے کی دعا کرتے ہیں (ایڈیٹر)

شبان الاحمدیین کا جلسہ

۷ اپریل بعد نماز مغرب شبان الاحمدیہ کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں چودھری حسین علی صاحب کے آرڈر کے خلاف اور حبیب الرحمان لدھیانوی کی توہین آمیز بکواس کے خلاف زبردست پروٹسٹ کیا گیا۔

انجمن حزب اللہ قادیان کے ایک غیر معمولی جلسہ کی کارروائی

انجمن حزب اللہ کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۵/۴/۳۵ کو زیر صدارت جناب مولوی غلام احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ۔ ایک پرائیوٹ مکان میں بعد نماز عشا منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پیشتر چند پولیس کے آدمی آموجود ہوئے۔ ہماری انجمن کے چھوٹے ممبران ان کی مداخلت کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ آخر مجبوراً پروگرام کو تبدیل کر کے مندرجہ ذیل ریزولیوشنز اور صاحب صدر کی ایک مختصر سی تقریر کے ساتھ جلسہ برخاست کر دیا گیا

ریزولیوشن نمبر ۱

انجمن حزب اللہ کا یہ جلسہ مجسٹریٹ صاحب علاقہ خانصاحب چودھری حسین علی صاحب کے اس حکم کے خلاف جس کی رو سے ہم احمدی بچوں کے خالص تبلیغی اور مذہبی جلسہ کو جو ہم تقریر کی مشق کرنے کے لئے ایک پرائیوٹ مکان میں کرنا چاہتے ہیں اور جس کی نوعیت بالکل پرائیوٹ ہے۔ کیونکہ اس میں صرف ہمارے ممبر ہی شامل ہیں پولیس نوٹس کے ذریعہ سے ہمیں مرعوب کر کے اکاوٹ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ زبردست پروٹسٹ کرتا اور اسے اپنی جائز مذہبی آزادی میں صریح مداخلت یقین کرتا ہے۔ اور حکام بالا سے پرزور استدعا کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ اس صریح ناانصافی کو روکیں۔ اور ہمارے گھروں میں پولیس کی مداخلت کا انسداد کریں۔

(۲) تجویز کیا جاتا ہے کہ مجسٹریٹ صاحب علاقہ کی اس دھینگا مشتی کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر جلسہ کی کارروائی کو ختم کر دیا جائے (۳) ان ریزولیوشنز کی نقول صحہ

صحہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حکام بالا اور پریس کو ارسال کی جائیں۔ (کوکب سکرٹری انجمن حزب اللہ قادیان

نیشنل لیگ قادیان کا اجلاس

نیشنل لیگ قادیان کا ایک خاص اجلاس بصدارت قریشی محمد صادق صاحب تبسم بی اے مورخہ ۵ اپریل ۳۵ء کو بوقت ۵ بجے شام الحکم بلڈنگ میں منعقد ہوا جس میں باتفاق رائے ذیل کے ریزولیوشنز پاس ہوئے

(۱) نیشنل لیگ قادیان کا یہ خاص اجلاس اس امر کا سخت افسوس کے ساتھ اظہار کرتا ہے کہ خانصاحب چودھری حسین علی مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ۔ کیمپ قادیان نے ہمارے بچوں کے ایک پرائیوٹ مذہبی ٹریننگ کے جلسے میں دفعہ پنجاب کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ نمبر ۳ ۱۹۳۲ء کو غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے پولیس کو دست اندازی کا اختیار دیا۔

صح حکومت خاص اس کے [illegible] دفعہ [illegible] تھا

صح چونکہ یہ ایکٹ باغیانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے بنایا گیا تھا کہ وہ اسے ناجائز طور پر استعمال نہیں کرے گی۔ لیکن اب خان صاحب حسین علی مجسٹریٹ درجہ اول نے اس قانون کو غلط اور ناجائز طور پر استعمال کر کے ہماری جماعت کے وقار اور احساس کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ مجسٹریٹ صاحب کے اس قانون کے ناجائز استعمال کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ اور چیف سکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلائیں کہ وہ اس کے متعلق تحقیقات اور مناسب کارروائی کر کے ہمکو شکریہ کا موقع دیں۔

(۲) کچھ عرصہ ہوا کہ ایک گندہ ٹریکٹ جس کا نام "کیا مرزا قادیانی مرد تھا یا عورت"، تھا کے متعلق نیشنل لیگ قادیان نے اپنے ایک جلسہ میں اظہار ناراضگی کیا تھا۔ اور بعد میں پریذیڈنٹ صاحب نیشنل لیگ نے اس کا ترجمہ کر کے حکام بالا کو توجہ دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے لاہور میں اس کے مصنف پر مقدمہ چلایا ہے

ہم جہاں گورنمنٹ کا اس بارہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں وہاں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قانونی کارروائی اسقدر تاخیر کے بعد عمل میں آئی ہے کہ وہ زہر جس کو پھیلنے سے روکنا قانون کا منشاء ہے ملک معظم کے رعایا کے دلوں میں سرایت کر گئی ہے۔ اور بیچارے احمدیوں پر جگہ جگہ مظالم ہو رہے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس قانون کو سریع الاثر طریق پر رائج کیا جائے۔ تاکہ ہندوستان کی فضا درست ہو جائے۔ اور ہم گورنمنٹ کی توجہ کو سلسلہ احمدیہ کے خلاف اس گندے لٹریچر کی طرف بھی مبذول کراتے ہیں۔ جو شائع ہو چکا ہے۔ اور آئے دن شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق بھی جلد کارروائی کر کے ہمیں شکریہ کا موقعہ دے

(۳) لیگ کا یہ اجلاس چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے ایگزیکٹیو کونسل میں جانے کی وجہ سے پنجاب کونسل میں جو جگہ خالی ہو گئی تھی اسکے لئے چودھری اسداللہ خان صاحب کے بلا مقابلہ منتخب ہو جانے پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے چودھری صاحب موصوف کی اس شاندار کامیابی پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چودھری ظفر اللہ خان صاحب چودھری اسداللہ خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے

(۴) قرار پایا کہ ان قراردادوں کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ چیف سکرٹری صاحب پنجاب گورنمنٹ۔ چیف جسٹس صاحب ہائیکورٹ پنجاب چودھری ظفر اللہ خان صاحب۔ چودھری اسداللہ خان صاحب اور پریس کو بھیجی جائیں

ظفر محمد مولوی فاضل سکرٹری نیشنل لیگ قادیان ۶/۴/۳۵

ریزولیوشنز بزم احمد قادیان

(۱) ہم جملہ ممبران بزم احمد جو مختلف مدارس کے طالب علم ہیں گورنمنٹ سے نہایت زوردار الفاظ میں اسبات پر پروٹسٹ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اپنے اس قانون یعنی کریمنل لا امینڈمنٹ (ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۳۲ء) کو جس کے متعلق ہمارا یقین اور وثوق ہے کہ وہ ان مجمعوں کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ جن میں گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ تقاریر ہوں۔ لیکن اس قانون کو ہم طالبعلموں پر جنہوں نے اپنے مذہبی حالات سے واقفیت پیدا کرنے کے لئے پرائیوٹ طور پر یہ مجلس قائم کی ہے لگایا گیا، اسلئے ہم اپنی منصف گورنمنٹ سے پرزور الفاظ میں پروٹسٹ کرتے ہیں کہ یہ ہم پر ظلم ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لئے علم حاصل کرنا دشوار ہو جائے۔

(۲) میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کی نقول حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور نیشنل لیگ۔ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب ناظر امور عامہ قادیان۔ حکام بالا۔ سلسلہ کے اخبارات اور دیگر پریسوں کو بھیجی جائیں۔

جو باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(عبدالغفار ڈار کشمیری سکرٹری بزم احمد)

دفعہ ۱۴۴ کا ناجائز استعمال

(از مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب عمر)

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ٹریبیون ۵ اپریل کی اشاعت میں ایک ایڈیٹوریل نوٹ شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ کریمنل لاء میں کسی ضابطہ کا ایسا کثرت سے ناجائز استعمال نہیں کیا گیا جیسا دفعہ ۱۴۴ کا۔ اس سلسلہ میں سب سے تازہ مثال ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا وہ حکم ہے۔ جس کے ماتحت قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی۔ اور پبلک کو ہر قسم کی تقاریر اور مجالس سے روک دیا گیا۔ یہ امتناعی حکم کسی شخص کے نام نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی خاص مقام تک محدود تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس حکم کو اسی طرح استعمال کیا جس طرح سیڈیشس میٹنگ ایکٹ استعمال کرنے کا منشا ہے۔ یہ حکم ایسا خلاف قانون تھا کہ ہائی کورٹ کو فیصلہ کرنا پڑا کہ یہ حکم نامعقول تھا۔ ایسے معاملات میں ہائیکورٹ پبلک کی تکلیف صحیح طور پہ رفع نہیں کر سکتا تھا۔ حکم خواہ خلاف قانون ہی ہو پھر بھی اپیل کے مراحل اتنا وقت لے لیتے ہیں اس کے نفاذ کا زمانہ عموماً گذر جاتا ہے

امید ہے کہ گورنمنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے نام ایسے احکام جاری کریگی۔ تاکہ اس دفعہ کا ناجائز استعمال بند ہو جائے اس تجویز کے عملی نفاذ میں اگر کچھ دقتیں ہوں۔ یا یہ مناسب نہ سمجھا جائے۔ تب قانون میں ایسی تبدیلی ہونی چاہیئے۔ کہ اس سیکشن کو ناجائز طور پر استعمال کیا جائے

اولڈ بوائز گورنمنٹ کالج کا جلسہ

۳۱ مارچ سر دیا کشن کول صاحب کے زیر صدارت گورنمنٹ کالج لاہور کے اولڈ بوائز کا جلسہ ہوا۔ ایک سو کے قریب اولڈ بوائز شریک تھے۔ اس موقعہ پر جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بار ایٹ لاء کو وائسرائے کی مجلس انتظامیہ کی رکنیت پر فائز ہونے پر مبارکباد دی گئی آخر میں مسٹر احمد شاہ صاحب بخاری پروفیسر گورنمنٹ کالج نے جو ادبی دنیا میں پطرس کے نام سے مشہور ہیں اپنے مخصوص انداز میں چودھری صاحب کی زندگی پر تبصرہ کیا۔ (نامہ نگار)

شیعوں کے نزدیک تمام احراری ذریّۃ البغایا ہیں

عرصہ ہوا۔ تھانہ بھون سے ایک رسالہ شائع ہوا تھا جسکا نام "اظہار البطلان لدعوی مسیح قادیان" ہے۔ رسالہ کا مصنف ایک دیوبندی مولوی ہے۔ مصنف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بدزبانی کا الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔

"کل مسلم...... یقبلني ویصدق دعوتي الا ذریۃ البغایا الخ

کہ میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے منتفع ہوتا ہے۔ اور مجھ کو قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے بجز چھنال عورتوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے۔ سو وہ قبول نہیں کرتے فرمائیے۔ اس سے زیادہ بدزبانی کیا ہوگی۔ یہ لفظ اول ہم نے شیعوں کی کتاب کافی کلینی میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اسمیں لکھا ہے۔ کہ امام باقر صاحب نے اپنے ایک صحابی ابوحمزہ ثمامی سے فرمایا۔ یا اباحمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا یعنی ہمارے شیعوں کے سوا تمام لوگ چھنال اور فاحشہ عورتوں کی اولاد ہیں۔ یا ہم آج دوسری دفعہ انہی الفاظ کو مرزا کی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں دیکھ رہے ہیں۔ (صـ ۵۴۷)

اس عبارت سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے تیرہ درون مخالفین کی نسبت ذریۃ البغایا کے الفاظ بولنے میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے اسلام کے بعض مقدس بزرگوں نے انہی الفاظ کا استعمال اپنے مخالفین پر کیا ہے۔ دوسرے لفظ بغایا کے معنی چھنال عورتیں نہیں۔ کیونکہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی بزرگانہ شان سے بعید ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں کے سوا باقی سب دنیا کو حرام زادہ یا فاحشہ عورتوں کی اولاد قرار دیں۔ تیسرے اگر ذریۃ البغایا اور اولاد بغایا کے معنی فاحشہ عورتوں کی اولاد یا حرامی کئے جائیں۔ تو ظفر علی خاں وغیرہ کج فہم لوگوں نے جو اعتراض حضرت مسیح موعود پر کیا ہے۔ وہی شیعوں کے معصوم و مقتدر امام اور اہلسنت کے بلند پایہ بزرگ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ پر وارد ہوگا۔ اگر مولوی ثناء اللہ اور ظفر علیخاں وغیرہ میں انصاف کی کوئی رگ باقی ہے۔ تو حضرت امام باقر پر بھی اعتراض کریں۔ ورنہ پھر اپنی زبانوں کو لگام دیں۔ اور آئندہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر یہ ناپاک الزام نہ لگائیں۔ کہ وہ اپنے تمام منکرین کو حرامزادہ کہتے ہیں۔

میں اپنے محسن اور محترم بزرگ حضرت مولانا مولوی حکیم سید صادق حسین صاحب اٹاوی کا بخلوص دل شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ میری استدعا پر آپ نے خاص محنت کر کے پورا حوالہ تلاش کر لیا۔ اور مجھے بھیجدیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مولانا صاحب اپنے گرامی نامہ (مورخہ ۱۲ مارچ ۳۵ء) میں تحریر فرماتے ہیں۔

"عزیز القدر حافظ سلیم احمد خاں سلمہ اللہ۔ آپ کا خط ملا جس میں ایک حوالہ کی شدید ضرورت ظاہر کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ یا اباحمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا میں نے خود بھی بتلاش حوالہ مذکورہ سخت محنت کی۔ اور مدد بھی چاہی۔ الحمدللہ کہ کئی روز کی محنت کے بعد کامیابی ہوئی۔ اور حوالہ مل گیا۔

کافی کلینی ایک ضخیم کتاب ہے۔ جس کتاب سے یہ حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ وہ نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپی ہے۔ (تاریخ طبع ۱۸۸۶ء) درج ہے۔ کافی کلینی کی تین جلدیں ہیں۔ جلد اول کا نام اصول کافی ہے۔ باقی دو جلدوں کے نام فروع کافی۔ جلد ۳ کے آخری حصہ کا نام کتاب الروضہ ہے۔ جلد اول جو بڑی لمبی چوڑی تقطیع کی ہے۔ صفحہ ۶۹۳ پر ختم ہوئی ہے۔ اور ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں چھپی ہے۔ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ پر ختم ہوئی۔ اور جون ۱۸۸۶ء میں چھپی ہے۔ جلد ۳ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ صـ ۲۵۱ پر ختم ہوا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ کا نام کتاب الروضہ ہے۔ جو جولائی ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ ہے۔ اسی کتاب الروضہ کے صـ ۱۳۵ پر یہ روایت درج ہے۔

علی بن محمد عن علی بن العباس عن الحسن بن عبدالرحمٰن عن عاصم بن حمید عن ابی حمزۃ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ان بعض اصحابنا یفترون و یقذفون من خالفھم فقال الکف عنھم اجمل ثم قال واللہ یا اباحمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا۔

عزیز حافظ! اس حوالہ کے تلاش کرنے میں دو روایتیں اور مل گئی ہیں۔ وہ بھی لکھے دیتا ہوں۔

عن ابی بصیر قال ابوعبداللہ علیہ السلام یا ابا محمد...... فمن احبنا کان نطفۃ العبد و من ابغضنا کان نطفۃ الشیطان۔ کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ اے ابومحمد جو ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ وہ بھلے آدمی کا نطفہ ہے اور جو ہم سے عداوت رکھتا ہے۔ وہ شیطان کا نطفہ ہے۔

(فروع کافی جلد ۲ کتاب النکاح صـ ۲۱۶)

عن یونس قال سالت الخراسانی صلوٰت اللہ علیہ وقلت ان العباسی ذکر انک ترخص فی الغناء فقال کذب الدیوث (فروع کافی جلد ۲ کتاب الزی والتجمل صـ ۲۶)

یعنی یونس روایت کرتا ہے۔ کہ میں نے خراسانی (امام علی رضا) سے عرض کیا۔ کہ عباسی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے غناء (راگ) کی اجازت دی ہے۔ تو امام موصوف نے فرمایا۔ کہ اس دیوث نے جھوٹ بولا۔"

مندرجہ بالا روایتوں سے معلوم ہوا۔ کہ شیعوں کے معصوم اماموں نے (جو سنیوں کے بھی مقدس بزرگ ہیں) اپنے مخالفین کی نسبت جن سخت الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ وہ بطور گالی نہیں ہیں۔ بلکہ امر واقعی کا اظہار ہے۔ کیونکہ اہل اللہ اور مامورمن اللہ دنیا میں حکم و عدل ہو کر آتے ہیں۔ اور ذریۃ البغایا دیوث اور نطفہ شیطان وغیرہ الفاظ دنیاداروں کی نسبت بحیثیت جج استعمال کرتے ہیں۔ یعنی فرد جرم لگاتے ہیں۔ لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ذریۃ البغایا کے الفاظ گالی کے طور پر نہیں کہے۔ بلکہ امر واقعی کا اظہار کیا ہے۔ ورنہ حضرت امام باقر وغیرہ بزرگوں پر بھی اعتراض ہوگا۔

احراریوں کے لیڈر مولوی مظہر علی اظہر کٹر اور غالی شیعہ ہیں۔ اور حضرت امام باقر کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم اور بزرگ مانتے ہیں۔ اگر ذریۃ البغایا کے معنی حرامزادہ ہی ہیں۔ جیسا کہ مولوی ظفر علی خاں نے حضرت مسیح موعود پر اعتراض کیا ہے۔ تو پھر مولوی مظہر علی اظہر کے نزدیک مولوی ظفر علی خاں اور تمام احراری پارٹی حرامزادہ اور فاحشہ عورتوں کی اولاد ٹھیرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ صاف صاف اور غیر مبہم الفاظ میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ اَوْلَادُ بَغَایَا مَاخَلَا شِیْعَتَنَا۔ کہ سوائے ہمارے شیعوں کے باقی تمام لوگ ذریۃ البغایا ہیں۔ (فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ صـ ۱۳۵)

خاکسار حافظ سلیم احمد اٹاوی

ظلم کا نتیجہ

دنیا میں جب کسی نے مظلوم کو ستایا
نقصان خود اٹھایا نیک اس نے پھل نہ پایا
ہم ہیں اسی کے بندے کہتے ہیں جسکو خالق
جس نے زمیں بنائی اور آسماں بنایا
دنیا میں ہم خدا کی ہیں آخری جماعت
ہے اسکی رحمتوں کا اوپر ہمارے سایا
آئیگا جو مقابل کھائیگا ہم سے منہ کی
ہم شیر ہیں خدا کے کردیں گے بس صفایا
شک ہو تو آریوں سی عیسائیوں سی پوچھو
ان کو کبھی پچھاڑا ان کو کبھی گرایا
احراریوں کی ہستی کیا ہے ہمارے آگے
ہم نے ہزار ہا کو میدان سے بھگایا
دنیا کی محفلوں کو گرما دیا ہے ہم نے
ہنستوں کو ہے رلایا۔ روتوں کو ہے ہنسایا
دنیا کے لوگ ہم کو ناحق ستا رہے ہیں
کر ان کو تو ہدایت اے خالق البرایا
ہم نے کہا ہے کس دن ان کو حرامزادہ
ناحق ظفر علی نے الزام یہ لگایا
لیکن امام باقر کہتے ہیں صاف سب کو
ہیں شیعوں کے سوا سب ذرّیۃ البغایا

(حافظ سلیم احمد اٹاوی)

قادیان کی ایک معزز ہندو خاتون کی وفات

قادیان کے ہندوؤں میں سے بہت سے ایسے شرفا ہیں۔ جن کا تعلق ہماری جماعت کے ساتھ ہمیشہ شریفانہ رہا ہے۔ اور انہوں نے کبھی کسی فتنہ انگیزی کی باتوں پر دھیان نہیں دیا۔ ان میں سے ایک مشہور شخص پنڈت دولت رام صاحب سابق ممبر سمال ٹاؤن کمیٹی بھی ہیں۔ پنڈت صاحب کی شریفانہ طرز زندگی کی وجہ سے قادیان میں جسقدر لوگ ان کو جانتے ہیں۔ وہ سب ان کے مداح ہیں۔

پنڈت صاحب کی والدہ ہندو مستورات میں ایک خاص شان کی خاتون تھیں۔ قادیان کے تمام ہندو ان کی نیکی اور شرافت کے مداح اور رطب اللسان رہے ہیں ان کا ہندو مستورات پر ایک خاص اثر تھا۔ افسوس ہے۔ کہ کل ۳ اپریل کو ان کا ایک لمبی بیماری کے بعد انتقال ہوگیا۔ قادیان کی ہندو کمیونٹی نے اس وفات کا پورے طور سے احساس کیا ہے۔ ہم بھی پنڈت دولت رام صاحب اور ان کے خاندان کے جملہ ممبران سے اس صدمہ میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

ہندو اخبارات اور ہمارا سلسلہ

سادہ لوح مسلمانوں کو قتل و لوٹ کی ترغیب

ایک اطلاع مظہر ہے کہ قادیان میں کئی مقامات پر پوسٹر بعنوان "منشی غلام احمد قادیانی کی نبوت کا بطلان" چسپاں پایا گیا اور اشتہار مذکور محمد غلام نامی کسی شخص کی طرف سے اقبال پریس ملتان میں چھاپا گیا۔ اشتہار کا مضمون نہایت اشتعال انگیز اور لچر ہے۔ اس میں مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ احمدیوں کو قتل کردینا مسلمانوں کا فرض ہے۔ اور احمدیوں کا مال مسلمانوں پر حلال ہے۔ احمدیوں کو مرتد بتاتے ہوئے یہ علامہ اپنی جہالت کا اس طرح ثبوت دیتا ہے۔ کہ اگر کسی کو غلام احمد کے مرتد ہونے میں شک ہے تو (ہماری ضمیر سلسلہ کے الفاظ کو درج کرنے کی اجازت نہیں دیتی)

افسوس کا مقام ہے کہ اس تہذیب کے زمانہ میں اس قسم کی بے ہودہ اور گندی تحریر سے کام لیا جاتا ہے۔ اس قسم کا فضول پروپیگنڈا کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں انگریزی حکومت ہے۔ یہاں کابل اور ایران کے خوابوں کی تعبیر قانونی شکنجہ ہوسکتا ہے

مناسب ہے کہ بجائے فتنہ انگیزی کے دلائل سے اپنے عقائد کو صحیح ثابت کیا جائے۔ دلایل کی کمی کے سبب گلے پڑنا جہالت کی نشانی ہے۔ ہم بار بار مسلم رہنماؤں سے اس معاملہ کو سلجھانے کی درخواست کرچکے ہیں۔ لیکن ہمیں مایوس رہنا پڑا۔ کیا سر فضل حسین جیسے عاقل اس پرخطر تحریک کے خطرناک نتائج کا اندازہ لگاکر انسدادی تدابیر سوچنا مناسب نہیں سمجھتے۔

ہم نہایت ادب سے حکومت کی توجہ مذکورہ بالا پوسٹر کی طرف مبذول کراتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے امن سوز پروپیگنڈا کو دبانے میں دیر نہ کرے۔ (رشی)

حضرت خلیفۃ المسیح سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں بطور گواہ

گورداسپور میں ہجوم نے (جس میں ہندو بھی شامل تھے) پرزور نعروں سے استقبال کیا

۱۵ اکتوبر سنہ ۳۴ء میں بمقام قادیان ایک احرار کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے بھی تقریر کی۔ حکومت نے اس تقریر کو منافرت پھیلانے والی خیال کیا۔ اور اسی بنا پر سید صاحب پر ایک مقدمہ بھی سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں چل رہا ہے۔ سید صاحب نے اس مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کو بطور گواہ صفائی طلب کیا

سید بخاری صاحب گوکہ مخالف ہیں۔ لیکن دل کی گہرائیوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کی راست گوئی اور ان کی انصاف پسندی کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ وہ اپنی صفائی میں انھیں حاضر عدالت ہونے کی تکلیف نہ دیتے۔ سید صاحب غالباً جانتے ہیں کہ حضرت موصوف کبھی تعصب سے کام نہ لیں گے۔ اور سب حالات درست بے کم و کاست بیان کرینگے۔ اور سید صاحب [illegible] ناجائز فائدہ نہ اٹھائینگے۔ جب حضرت ممدوح موٹر پر گورداسپور پہنچے تو ہزارہا لوگوں نے آپکا استقبال کیا اور کئی دیگر موقعوں پر احمدی مسلمانوں نے اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے فلک شگاف نعرے لگائے۔ نامہ نگار بندے ماترم کا بیان ہے کہ اس ہجوم میں ہندو بھی موجود تھے انھوں نے بھی پرجوش نعروں سے اس معزز مہمان کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا۔

احمدیوں کا ہجوم جو سات آٹھ ہزار افراد پر مشتمل بیان کیا جاتا ہے ظاہر کرتا ہے کہ مرزا صاحب کس قدر ہردلعزیز ہورہے ہیں۔ اور آپ اپنے پیروان سے کس قدر خوش ہیں صرف محبت ہی ہے جو احمدیوں کو دور دراز سفر پر مجبور کرتی ہے ورنہ کون ہے کہ خواہ مخواہ سفر کی صعوبتیں اٹھائے۔ ع

محبت است کہ دل رانمے دہد آرام
دگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

مرزا صاحب کا تمام و کمال بیان درج کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ متعدد اخباروں میں شائع ہوچکا ہے۔ جو باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انھیں اختصار کے ساتھ حوالہ قلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انھیں احراریوں سے کوئی رنجش نہیں۔ اور وہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت محمدؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لیکن آپ کا خیال ہے کہ حضرت محمدؐ کی وساطت سے نبی آئینگے۔ اور اسلامی تبلیغ میں حصہ لیں گے۔ اور عیاں ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے بانی بھی اسی امر میں سے تھے۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا پیغمبر کی ہتک پر قربان ہونا قرآن شریف میں لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اعتقاد کے مطابق رسول کریم پر زندگی ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر ایک چیز قربان کردینی چاہیئے۔ لیکن پیغمبر کی ہتک کا بدلہ لینے کے لئے ملک میں نافذ الوقت قانون کی خلاف ورزی کے حق میں نہیں۔ ایسے فعل سے میرے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے بیان کی تائید میں قرآن شریف سے ثبوت بھی پیش کئے اس کے بعد اسلحہ رکھنے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ انھوں نے احمدیوں کو تلواریں رکھنے کے لئے کبھی نہیں کہا۔ ورنہ اسوقت تک ہر احمدی کے پاس تلوار ہوتی۔ آپ نے یہ تسلیم کیا کہ آپ نے کل دنیا کو فتح کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن یہ بھی بیان دیا کہ فتح سے مراد دینی فتح تھی۔

چونکہ ۲۴ مارچ بیان مکمل نہ ہوسکا اسواسطے ۲۵ مارچ کو پھر مرزا صاحب عدالت میں پیش ہوئے۔ اس دن آپ نے اپنے بیان کے دوران میں فرمایا کہ جب میں نے ملزم کی تقریر پڑھی تو میں نے اس کو قابل اعتراض پایا۔ مگر اس کے فعل کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ اس کی ذات کے خلاف نفرت پیدا نہ ہوئی۔ اور کہ ایسے الفاظ جو اشتعال اور نفرت پیدا کرنے والے ہوتے ہوں۔ ان سے میرے دل میں ملزم کے خلاف نفرت و اشتعال اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے نفس کو اس قابل بنایا ہوا ہے کہ کسی انسان کے خلاف میرے دل میں عداوت نہ پیدا ہو۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ پولیس نے اس موقع پر مناسب انتظامات کیئے۔ (رشی)

سیر قادیان

ہم نے جب مسلم اخبارات میں پڑھا کہ قادیان میں احمدی لوگوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے تو ہم خود مطالعہ حالات کے لئے قادیان پہنچے۔ اس سفر میں ہم نے جو کچھ دیکھا۔ ہم اس سے تمام ہندوستانی بھائیوں کو آگاہ کردینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا جان سکے کہ دراصل قادیان کی صورت حالات کیا ہے۔ اور یار لوگوں نے کیا مشہور کر رکھا ہے اور اس سے ان کی غرض کیا ہے۔

احراری دوستوں نے واویلا مچا رکھا ہے کہ احمدیوں نے قادیان کے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ ہم یہ اطلاع سنکر بہت حیران ہوتے کہ اگر احمدیوں نے مسلمانوں کا مقاطعہ کر رکھا ہے تو آخر احراریوں کو اس سے شکایت کیوں پیدا پیدا ہوسکتی ہے۔ جبکہ خود احراری مرزائیوں سے کسی قسم کا تعلق ہی نہیں رکھنا چاہتے۔ اور اکثر ان کے اخباروں احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین پڑھی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے دل میں یہ ارادہ پیدا ہوا کہ ہم خود قادیان جاکر بچشم خود حالات کو دیکھیں چنانچہ ہم قادیان پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ تمام شور بالکل بے معنی قطعی غلط اور بے بنیاد ہے۔

ہم نے دیکھا کہ تمام قصبہ کے مالک مرزائی ہیں اور کچھ حصہ ہندوؤں کی ملکیت ہے۔ غیر مرزائی مسلمان اس میں کم تعداد میں ہیں اور فتنہ احرار سے پہلے امن کے ساتھ قادیان میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ چنانچہ ہمیں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ماشکی جو احمدی مسلمانوں کے گھروں میں پانی بھرتے ہیں وہ غیر احمدی مسلمان ہیں۔ اور انھیں اعتراف ہے کہ مرزائی ان سے بحسن و سلوک پیش آتے ہیں۔ اور بدستور ان سے خدمت لیتے ہیں۔ اگر کسی سقہ کو پانی بھرنے سے روکا ہے تو اس کی جگہ کوئی مرزائی ماشکی مقرر نہیں کیا۔ بلکہ غیر مرزائی مسلمان بہشتی لگادیا گیا ہے۔ اس صورت میں جو احراریوں کے ساتھ شامل ہوکر فساد کرتے ہیں اور سر بازار فحش گوئی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے احمدیوں کی علحدگی طبعی امر ہے۔ اس لئے وہ مورد الزام نہیں ہوسکتے۔ علحدہ کردینے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ سراسر غلط ہے۔ ہاں اس صورت میں کہا جاسکتا تھا جبکہ احمدی لوگ غیر مرزائیوں کو مرزائیوں کی خاطر علحدہ کرتے۔ لیکن حالات یہ نہیں ہیں۔ بلکہ آج تک احمدیوں کے کام کرنے والوں میں غیر احمدی ماشکی۔ دھوبی۔ حجام۔ ترکھان لوہار وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا اکثر حصہ غیر احمدی مسلمان ہندو۔ سکھ وغیرہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہمیں خاص تحقیقات سے یہانتک معلوم ہوا ہے کہ صاحب حیثیت اور امیر و معزز احمدیوں کے گھروں میں بعض خدمتگار عورتیں بھی غیر احمدی ہیں۔ اور جہاں تک ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کا ہرگز بائیکاٹ نہیں کیا۔ اور یہ ساری افواہیں محض پروپگنڈا ہیں۔ جو خدا جانے کیوں مرزائیوں کو بدنام کرنے کی نیت سے وضع کی گئی ہیں۔

ہمیں بعض شریف مسلمانوں سے یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ ہم لوگوں کو مرزائیوں کے عقیدہ سے قطعاً ہمدردی نہیں ہے لیکن پھر بھی مرزائی لوگ ہماری تکلیفوں میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ علاقہ کے مسلمانوں سے ہمیں معلوم ہوا کہ ظفروال کی مسجد کے معاملہ میں جو کام ہوا۔ اس میں مرزائیوں نے بہت زیادہ حصہ لیا۔ حالانکہ ظفروال کی مسجد سے مرزائیوں کو کسی قسم کا تعلق نہ تھا۔ الغرض ہماری تحقیقات یہ ہے کہ مرزائی تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ دلچسپی لیتے اور اپنے رسوخ کی وجہ سے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ کانفرنس اور کشمیر کمیٹی میں مرزائیوں کو شامل کیا گیا۔ اور سوائے احرار کے تمام مسلم جماعتیں مرزائیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے حق میں ہیں۔ ہمیں بھی اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کی کامیابی میں بھی غیر مرزائی مسلمانوں نے بہت کوشش کی اور تمام سمجھدار مسلمان مرزائیوں کے ساتھ کو اوپریشن کرنے کے حق میں ہیں۔ یہ ہماری بے لاگ تحقیقات کا نتیجہ ہے جسے ہم نے محض ملک کی خدمت مدنظر رکھتے ہوئے صح حو [illegible] کردیا کیونکہ ہمارے نزدیک ملک کی مختلف جماعتوں کا اتحاد ہی آزادی وطن کا موجب بن سکتا ہے ہم اپنے ہندو اور سکھ دوستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ جب احرار خود مسلمانوں کے اندر اتحاد کو برداشت نہیں کرسکتے اور اپنے خلاف رائے کو برداشت نہیں کرسکتے تو ان سے کیونکر امید ہوسکتی ہے کہ وہ غیر مسلم اہل ملک کے اتحاد کے روادار ہوں۔ اسلئے ہندوؤں اور سکھوں کو بھی چاہیئے کہ وہ احرار کے دھوکہ سے بچیں + (رنگین)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بیان سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں

وکیل ملزم کے سوالات جرح اور ان کے جواب

(س) آپ کو معلوم ہے کہ قادیان میں مجلس احرار کی تبلیغی کانفرنس ہوئی

(ج) ہاں۔

(س) اس سے پہلے کہ کانفرنس ہوتی کہ آپ کو کتنی دیر پہلے پتہ چل گیا تھا کہ کانفرنس ہوگی (ج) تاریخ تو یاد نہیں۔ افواہیں پانچ چھ مہینے قبل سنی جاتی تھیں اور یقینی علم دو یا تین ہفتہ قبل ہوا تھا

(س) آپ احراری کانفرنس منعقد ہونے کے خلاف تھے یعنی آپ کو اس کے منعقد ہونے پر اعتراض تھا۔

(ج) میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا میں نے ذاتی طور پر اس معاملہ کی طرف توجہ نہیں کی۔

(س) آپ نے کوشش کی کہ کانفرنس نہ ہو

(ج) ذاتی طور پر میں نے نہیں کی۔

(س) خان صاحب فرزند علی آپ کے مریدوں میں سے کون ہیں

(ج) وہ صدر انجمن احمدیہ کے ٹرسٹی ہیں۔ اور ٹرسٹی ہونے کے لحاظ سے ہی امور عامہ کا ناظر ان کا عہدہ ہے

(س) وہ احرار کانفرنس بند کرانے کے لئے شملہ گئے تھے (ج) مجھے معلوم نہیں کہ ان کے شملہ جانے کی غرض احرار کانفرنس کا بند کرانا تھا۔ احرار کانفرنس کے متعلق جو کچھ شملہ میں ہوا۔ اس کا علم مجھے بعد میں ہوا

(س) کیوں گئے تھے؟ (ج) یہ ان سے پوچھ سکتے ہیں

(س) آپ کو یہ علم ہے کہ وہ شملہ میں کمشنر لاہور سے ملے تھے (ج) مجھے یہ علم ہے کہ کمشنر صاحب نے خود ان کو بلایا تھا۔ انھوں نے خود ملنے کی خواہش نہ کی تھی۔ وہ شملہ میں تھے اور کمشنر صاحب نے خود انھیں ملنے کے لئے کہا تھا۔ جس میں احرار کانفرنس کا ذکر ہوا۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ جب احراری جلسہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ تو آپ نے اپنے مریدوں کو چٹھی بھیجی کہ قادیان میں آ جاؤ۔ (ج) نہیں۔ کوئی چٹھی بھیجی نہیں گئی۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ چٹھی نہیں بھیجی گئی۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ دفتر سے باہر نہیں نکلی میں نے چٹھی لکھنے کے لئے آرڈر دیا تھا۔ مگر چٹھیاں لکھی نہیں گئی تھیں بلکہ پیشتر اس کے کہ چٹھیاں لکھی جائیں۔ مرزا معراج الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی مجھے ملے۔ اور انھوں نے کہا کہ پولیس کا کافی انتظام ہوگا۔ چٹھی جاری نہ کریں۔ تو میں نے چٹھی روک دی۔

(س) کیا آپ نے دو چٹھیاں لکھیں ایک ۱۲ اکتوبر کو اور دوسری ۱۶ اکتوبر کو

(ج) ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ میں سے کسی تاریخ کو جو چٹھی گئی۔ میں بتا چکا ہوں کہ ایک چٹھی لکھنے کا میں نے حکم دیا تھا۔ مگر وہ بھیجی نہیں گئی۔ اسے روک دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے میں نے کوئی آرڈر نہیں دیا تھا۔ اور نہ ۱۲ اکتوبر کو کوئی چٹھی میری طرف سے بھیجی گئی

(س) کیا آپ نے آرڈر کسی اندیشہ کی وجہ سے دیا تھا (ج) میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میرے دل میں کوئی خاص خطرہ تھا مگر چونکہ قادیان ہماری مقدس جگہ ہے احتیاطی طور پر بھی ایسا کرنا ضروری تھا۔

(س) جن کو آپ احراری کہتے ہیں۔ ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں (ج) میرے دل میں ان کے متعلق کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ان لوگوں میں سے کوئی دشمنی کی بات کرے۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ دشمن ہے

(س) احرار کانفرنس میں جو لوگ آئے آپ ان کو دشمن سمجھتے تھے (ج) اس وقت آنے والے کئی دوست بھی تھے (س) احرار آپ کو دشمن سمجھتے تھے (ج) جب کوئی یہ کہتا ہے کہ میں فلاں کو دشمن سمجھتا ہوں۔ تو اسکے دو مطلب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دشمنی کر رہا ہے اور دوسرے یہ کہ کہنے والے کے دل میں اس کے متعلق دشمنی ہے۔ میرے دل میں ان کے دل میں دشمنی ہے۔ میرے دل میں ان کے متعلق دشمنی نہیں۔ ان میں سے جو دشمنی والے فعل کرے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سے دشمنی رکھتا ہے۔

(س) کیا آپ نے ان کے متعلق دشمنی کا لفظ استعمال کیا (ج) یاد نہیں کہ عام طور پر کیا ہو۔ ممکن ہے بعض خاص موقعوں پر کیا ہو۔

(س) الفضل اخبار آپ کا سرکاری گزٹ ہے (ج) اس اخبار کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہے۔

(س) کیا آپ کا یہ اخبار اسی طرح کا ہے جس طرح گورنمنٹ گزٹ ہوتا ہے (ج) گورنمنٹ گزٹ کا ہر لفظ گورنمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے۔ الفضل میں جو کچھ لکھتا ہے ایڈیٹر لکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کا ہر لفظ ہم لکھ کر دیتے ہیں۔

(س) آپ کے حکم سے آپ کی مرضی سے بہ حیثیت جماعت یہ پرچہ جاری ہے۔ (ج) اس کو میں نے جاری کیا تھا۔ پھر وقف کر دیا۔ صدر انجمن اس پرچہ کی مالک ہے۔ پھر میں اسے اپنی طرف کیوں منسوب کروں

(س) آپ کے حکم اور آپ کی مرضی سے یہ پرچہ جاری ہے آپ کی اتھارٹی کے ماتحت الفضل جاری ہے (ج) اتھارٹی کے اگر یہ معنی ہیں کہ الفضل کے مضامین کا میں ذمہ دار ہوں تو پھر غلط ہے۔ لیکن اگر یہ مراد ہو کہ میں اسے بند کرانا چاہوں تو کر سکتا ہوں یا نہیں۔ تو چونکہ یہ جماعت کی طرف سے جاری ہے میں اسے بند کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

(س) آپ کے خطبات اس میں چھپتے ہیں (ج) اکثر چھپتے ہیں بعض نہیں بھی چھپتے۔

(س) جو چھپتے ہیں ان کے متعلق یہ شکایت تو پیدا نہیں ہوتی کہ غلط ہیں؟ (ج) کئی دفعہ یہ شکایت پیدا ہوئی کہ فلاں غلطی ہو گئی۔

(س) اگر کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو دوسرے پرچہ میں اسے دور کر دیا جاتا ہے (ج) بعض دفعہ بہت دیر کے بعد غلطی کا علم ہوتا ہے۔ اگر کسی غلطی کے متعلق سمجھا جائے کہ اصلاح ضروری ہے۔ تو ہو جاتی ہے۔ ورنہ غلطی رہ بھی جاتی ہے۔ میں دوسرے خطبہ یا مجلس میں بیان کر دیتا ہوں کہ فلاں بات غلط لکھی گئی ہے۔ درست یوں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اخبار کے دوسرے پرچہ میں ہی اصلاح چھپ جائے۔

(س) جب احرار کانفرنس ہونے لگی تھی۔ انہی ایام میں آپ کے کسی مرید کی تلاشی ہوئی تھی اس سے چھریاں نکلیں تھیں (ج) مجھے علم نہیں کہ کسی کی تلاشی ہوئی اور برچھیاں نکلیں۔ ایک شخص سے کھدر سٹک لی گئی تھی

(س) جب احرار کانفرنس ہوئی۔ تو اس سے پہلے یا اس وقت آپ نے لوگوں کو تحریک کی کہ بندوقیں اور تلواریں خریدیں (ج) اس کانفرنس کے قریب کے ایام میں میں نے کوئی تحریک نہیں کی کہ اسلحہ خریدیں

(س) سنہ ۱۹۳۰ء میں یاد ہے کہ اس قسم کی تحریک کی۔

(ج) یقینی طور پر ساری بات یاد نہیں۔ وہ بات پیش کی جائے تو بتا سکتا ہوں کہ کیا مطلب تھا۔

(س) یہ جناب کو علم ہوگا کہ احرار کانفرنس کے ایام میں قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی۔ (ج) میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ جاری کی گئی ہے۔ کسی افسر نے مجھے نہیں بتایا تھا۔

(س) احرار کانفرنس سے کچھ پہلے۔ مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ پہلے آپ نے ان کے خلاف کوئی اشتعال انگیز تقریر کی تھی (ج) میں نے کبھی کوئی اشتعال انگیز تقریر نہیں کی۔

(س) کیا آپ نے زبردست تقریر کی تھی (ج) تقریر سامنے رکھی جائے تو بتا سکتا ہوں۔

(س) کیا آپ کو اتنا یاد ہے کہ احراریوں کا ذکر کر کے آپ نے کہا تھا کہ یہ چیونٹی ہیں۔ ہم ہاتھی ہیں (ج) میرے سامنے وہ الفاظ پیش کئے جائیں تو دیکھ کر بتا سکتا ہوں

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ ایک احمدی ایک ہزار پر بھاری ہے (ج) میں سوال سمجھنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایسا ہے۔ یا یہ کہ میں نے کہا ہے

(س) سوال یہ ہے کہ آپ نے ایسا کہا (ج) مجھے یاد نہیں میرے سامنے لایا جائے تو بتا سکتا ہوں اس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ میں نے نہیں کہا۔ ممکن ہے کہا ہو

(س) کیا آپ کو یاد ہے کہ جب اسمبلی کا انتخاب ہوا اور مسٹر گابا احراری امیدوار کھڑے ہوئے تھے تو آپ چاہتے تھے کہ ان کی بجائے حاجی رحیم بخش کامیاب ہو جائیں (ج) میں نے حاجی رحیم بخش صاحب کی تائید کی تھی (س) کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسٹر گابا کامیاب ہو گئے

(ج) میں نے اخباروں میں اعلان پڑھا تھا۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان آپ کے مرید ہیں (ج) ہاں۔

(س) ان کی تقرری کی احرار نے بہت مخالفت کی تھی اور بہت کچھ لکھا تھا کہ وہ نہ ہوں (ج) چونکہ لوگوں میں مشہور تھا کہ احرار نے مخالفت کی یہ میں نے سنا تھا اور کثرت سے سنا تھا۔ اس لئے میں نے یقین کیا کہ مخالفت کی۔

(س) آپنے ایک موقع پر کہا تھا کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا کامیاب ہو جانا ہمارا روحانی معجزہ ہے (ج) ایک آدھ لفظ کی کمی بیشی سے مفہوم میں بہت فرق پڑ جاتا ہے اسلئے جب تک اصل الفاظ پیش نہ کئے جائیں۔ نہیں کہہ سکتا کہ کیا میں نے کچھ کہا تھا یا نہیں۔

(س) ۱۸؍ جون ۳۳ء کے الفضل میں آپ کا جو خطبہ شائع ہوا ہے اس کے صفحہ ۷ پر یہ الفاظ ہیں "ایک عام مومن ۱۰ پر بھاری ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے" یہ آپ کے الفاظ ہیں (ج) یہ میرے الفاظ ہیں۔ ان کے ساتھ یہ الفاظ میں درج کراتا ہوں۔ جن میں ان کی تشریح کی گئی ہے کہ "آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں" جو الفاظ سوال میں پیش کئے گئے ہیں۔ وہ قرآن کی ایک آیت کی تشریح ہیں

(س) الفاظ میں جو لفظ مومن ہے یہ اپنے متعلق ہی سمجھتے ہیں یا دوسرے مسلمانوں کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔ احراریوں کی طرف تو نہیں منسوب کرتے۔

(ج) نہیں۔ اپنی جماعت کے متعلق ہے۔ اس فقرہ میں مومن کے لفظ سے مراد احراری نہیں۔

(س) الفضل کا ایک پرچہ دکھا کر پوچھا کہ اس میں زیر عنوان "اسمبلی کے امیدوار اور احراری" جو مضمون چھپا ہے اسکے متعلق آپ کیا کہتے ہیں

(ج) یہ میرا مضمون نہیں میں نے نہیں لکھا۔ اور میں کہہ چکا ہوں میں الفضل کے ہر لفظ کا ذمہ دار نہیں

(س) ۸ دسمبر کے الفضل میں آپنے اپنی جماعت کو ڈائنامیٹ سے تشبیہ دی ہے۔

عدالت نے کہا کہ یہ پرچہ داخل ہو چکا ہے۔

(س) کیا آپ نے ۸ دسمبر سے پہلے بھی ڈائنامیٹ کا لفظ استعمال کیا ہے

(ج) مجھے یاد نہیں۔ احراری کانفرنس سے پہلے یہ لفظ استعمال کیا ہو

(س) آپ کو ان ہی ایام میں جبکہ احرار کانفرنس ہوئی شکایت تھی کہ آپ کے چند آدمی آپ کی جماعت کے منافق ہیں آپنے ان کو بڑا الٹاڑا! اور ان کے خلاف پر زور خطبہ دیا۔ پھر کہا۔ آپ کو شکایت تھی کہ آپ کی جماعت میں منافق ہیں۔ جو دوسروں کو شکایتیں پہنچاتے ہیں۔

(ج) جس دن سے میں خلیفہ ہوا۔ بعض لوگ ایسے چلے آتے ہیں۔ اور ہر جماعت میں کچھ منافق ہوتے ہیں۔

(س) آپنے اپنی جماعت کے روبرو خطبہ دیا۔ جس میں زور دیا کہ منافقوں کا پتہ لگائیں۔ مجھے معلوم ہر گز میں بتانا نہیں چاہتا

(ج) اپنی جماعت کے کسی شخص نے جھوٹ بول دیا۔ تو اسے ہم منافق کہیں گے۔ دوسرے فرقوں کے متعلق ہم منافق کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ ہاں اگر ان کا کوئی شخص اپنی قوم کے خلاف خفیہ کارروائی کرے۔ جیسے عیسائی عیسائی ہو کر عیسائیوں کو نقصان پہنچائے۔ وہ شخص عیسائی منافق ہوگا۔ جس طرح احمدی احمدی ہو کر احمدیوں کو نقصان پہنچائے تو وہ احمدی منافق ہوگا۔

عدالت:۔ ۱۵؍ اگست کے الفضل کے پرچہ میں آپ کی جو تقریر درج ہے۔ اور جس میں منافق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ آپ کی تقریر ہے

(ج) ہاں۔

(س) اس تقریر میں منافق کا لفظ آپنے کن لوگوں کی نسبت استعمال کیا ہے۔

(ج) اپنی جماعت کے کمزور لوگوں کے متعلق۔

(س) قادیان میں پہلے بھی دوسرے مسلمانوں کا جلسہ ہوا آپ کو یاد ہے

(ج) ہاں

(س) کب ہوا؟

(ج) سنہ یاد نہیں۔ یہ جانتا ہوں کہ پہلے ہوا۔

(س) آپ کو یہ یاد ہے کہ ۱۹۲۳ء میں علماء قادیان میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اور جماعت احمدیہ کے افراد نے انہیں سختی سے مارا پیٹا تھا۔ اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی تھی

(ج) مجھے ذاتی علم نہیں کہ احمدیوں نے غیر احمدیوں کو سختی سے مارا پیٹا ہو۔

(نوٹ از رپورٹر) قانون کی اصطلاح میں صرف وہ شہادت لی جا سکتی ہے۔ جو سماعی نہ ہو۔ مثلاً جس چیز کا رویت سے تعلق ہو۔ وہ آنکھوں سے دیکھی ہوئی ہو جس کا سماع سے تعلق ہو …………… وہ خود کانوں سے سنی ہو وغیرہ ذالک۔ حضرت امیر المومنین کا یہ جواب کہ ذاتی طور پر علم نہیں قانون کی اس تشریح کی روشنی میں ہے

(س) آپ محمد حسین کو جانتے ہیں جو قتل ہوا؟

(ج) میں نے اسے نہیں دیکھا۔ اگر جاننے کا یہ مطلب ہے کہ سُنا وہ قتل ہو گیا تو یہ سُنا تھا۔

س محمد علی آپ کی جماعت کا آدمی تھا

(ج) ہاں

(س) محمد علی کو پھانسی ہوئی تھی۔

(ج) ہاں

(س) محمد حسین جو قتل ہو گیا عبدالکریم مباہلہ والے کا خادم تھا۔ (ج) مجھے معلوم نہیں۔

(س) جب محمد علی کو پھانسی ہوئی۔ آپنے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنازہ کو کندھا دیا

(ج) جنازہ پڑھانا یاد ہے کندھا دینا اچھی طرح یاد نہیں۔ ممکن ہے دیا ہو۔

(س) کیا محمد علی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا

(ج) ہاں۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ بہشتی مقبرہ خاص مقام ہے قادیان میں۔ اور اس میں خاص آدمی دفن کیے جاتے ہیں

(ج) وہاں ایسے لوگ دفن ہوتے ہیں جنہوں نے وصیت کی ہو اور جسے صدر انجمن احمدیہ نے قبول کر لیا ہو

(س) کیا وہاں دفن ہونے کا معاوضہ دینا پڑتا ہے۔

(ج) ہر شخص جو اپنی جائداد کے کم از کم ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہے اشاعت اسلام کے لیے اسے دفن ہونے کی اجازت دیجاتی ہے۔

(س) محمد علی نے کوئی وصیت کی۔ اور کوئی جائداد انجمن کو دی

(ج) مجھے وصیت کا یاد پڑتا ہے۔ لیکن جائداد دینے کے متعلق اسوقت یاد نہیں۔

(س) محمد علی کو قتل کی سزا دی گئی۔ اور اس کا جرم ثابت ہو گیا۔ کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جائے

(ج) اسکا جواب تفصیل اور تشریح چاہتا ہے۔ اگر عدالت کہے تو جواب دے سکتا ہوں۔

(س) عنایت شاہ اور غریب شاہ جو ۳۳ء میں قادیان گئے اور انھوں نے وہاں احرار کا دفتر کھولا۔ ان کو آپ جانتے ہیں۔

(ج) غریب شاہ کا نام میں نے سنا ہے۔ عنایت شاہ کا نام نہیں جانتا (اس موقعہ پر عدالت کو توجہ دلائی گئی کہ نام کی صحت کا ذمہ دار وکیل ہے)

(س) کیا عبدالکریم نے آپسے کہا تھا کہ مباہلہ کر لیں

(ج) ہاں۔

(س) آپ نے منظور نہیں کیا تھا۔

(ج) چونکہ اسلام کے خلاف تھا اور قرآن کی شرطوں کے ماتحت نہیں آتا تھا اسلئے منظور نہ کیا۔

(س) کیا عبدالکریم مباہلہ نامی اخبار چیلنج سے پہلے جاری کیا تھا یا بعد میں۔

(ج) مجھے یاد نہیں۔

(س) آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ عبدالکریم اور اس کے ساتھی مرجائینگے

(ج) ہر ایک نے مرنا ہے اس قسم کی پیشگوئی کی کیا ضرورت تھی مجھے یاد نہیں کہ میں نے اسکے مرنے کی پیشگوئی کی

(س) کیا یہ اسوجہ سے آپنے کہا تھا کہ عبدالکریم نے آپکو مباہلہ کے لئے کہا تھا۔

(ج) حوالہ پیش کریں

(س) آپ کو معلوم ہے کہ مباہلہ والوں کے مکان کو آگ لگ گئی تھی۔

(ج) سنا تھا۔ ذاتی علم نہیں۔

(س) اپریل ۳۰ء کے آخر میں آپنے دیکھا تھا کہ مباہلہ والوں کا مکان گرا ہے یا جلا ہے

(ج) مجھے یاد نہیں

(س) ان کا مکان آپ کے مکان سے کتنی دور ہے۔

(ج) ایک فرلانگ کے قریب ہوگا۔

(س) ۱۹۳۰ء کے بعد سے اب تک پتہ ہے کہ مکان کھڑا ہے۔

(ج) یہ پتہ ہے کہ اب وہاں صدر انجمن کی بلڈنگ ہے

(عدالت) آپ کو کس طرح معلوم ہے کہ وہاں صدر انجمن کی بلڈنگ ہے

(ج) اس مکان کے متعلق مجھے سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر عبدالعزیز صاحب نے بتایا تھا کہ ہمیں رپورٹ پہنچی ہے کہ وہ مکان گرا دیا گیا ہے۔ میں نے انہیں کہا مجھے علم نہیں۔ میں نے یہ سنا ہے کہ گر گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ گرا دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ قانون ہے کہ شاملات پر مالک کی اجازت سے جو مکان بناتا ہے۔ جب وہ چھوڑ کر چلا جائے۔ تو وہ زمین مالک کو ملتی ہے۔ اس کے ماتحت میرے ایک بھائی نے جس کے سپرد جائداد کا کام ہے انہیں مکان کے گرنے یا گرائے جانے کے بعد جس کا علم مجھے نہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کو وہ جگہ دیدی۔ اب وہاں صدر انجمن کا مکان ہے۔

(س) کب سے ہے؟

کیا آپ احمدی ہیں

اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ بھول نہ جائیں کہ ۴۔ ۱۱۔ ۱۸

۲۵ اپریل اور ۲ مئی ۱۹۳۵ء

کی تاریخیں ہیں

روزہ رکھنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے

(ج) شاید ۳۲ء کے آخر یا ۳۴ء کے شروع سے۔

(س) آپ محمد امین سے واقف ہیں۔

(ج) ہاں۔

(س) عبدالکریم اور اس کے بھائی پر محمد امین نے حملہ کیا تھا اور اس پر عبدالکریم نے دعوے کیا تھا۔

(ج) مجھے ذاتی علم اس کے متعلق نہیں۔

(س) یہی محمد امین ۱۹۳۷ء میں قتل کیا گیا۔ وہ اپنے ہاتھ سے مرا یا کسی نے اُسے مارا

(ج) مجھے ذاتی علم نہیں۔ میں نے لوگوں سے سنا کہ اس نے ایک شخص پر حملہ کیا۔ اس میں وہ زخمی ہو کر مر گیا۔

اسپر ایک بجے عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوئی

لنچ کے بعد کی کارروائی

لنچ کے بعد سوا دو بجے کارروائی شروع ہوئی

(س) آپکو یاد ہے ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو احراریوں کے فتنہ پر آپنے خطبہ دیا۔ جو الفضل ۱۲ اکتوبر میں چھپا ہے۔

(ج) ہاں

(اس کے متعلق مزید سوال کرنے چاہے۔ عدالت نے کہا۔ یہ پرچہ اگزبٹ ہو چکا ہے۔ ان سوالات کی ضرورت نہیں)

(س) آپ یہ تبلائے کہ آپ کا عقیدہ ہے محمد صاحب آخری نبی ہیں۔

(ج) میرا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

(س) آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپکے والد میرزا غلام احمد صاحب نبی تھے۔

(ج) ہاں۔

(س) دوسرے جو مسلمان ہیں۔ وہ اس بات کے خلاف کہتے ہیں۔

(ج) بعض لوگ اختلاف نہیں کرتے۔ ہزارہا دل سے مانتے ہیں۔ مگر ظاہر ہونے کی جرأت نہیں کرتے کہ بیعت میں شامل ہو جائیں۔ اور دین کے لئے قربانیاں کریں۔

(س) ان کی فہرست آپ کے پاس ہوگی۔

(ج) فہرست نہیں مختلف اوقات میں ایسے لوگ باتیں کرتے ہیں۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ مرزا صاحب نبی تھے اور بہت سے مسلمان ان کے مخالف ہیں اور علماء بھی۔

(ج) بہت سے ایسے لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔

(س) جمعیۃ العلماء دہلی والے مخالف ہیں یا نہیں۔

(ج) مخالف ہیں۔

(س) فرنگی محل والے بھی مخالف ہیں

(ج) ہاں۔

(س) جمعیۃ العلماء سہارنپور والے

(ج) مجھے معلوم نہیں کہ سہارنپور میں کوئی جمعیۃ العلماء ہے

(س) بریلی والے

(ج) اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ وہاں ہمارے بھی آدمی ہیں۔

(س) وہاں کے علماء۔

(ج) ان کا نام لیں۔

(س) دیوبند کے علماء

(ج) ہاں مخالف ہیں مگر موجودہ علماء۔ ان کے بانی مولوی محمد قاسم صاحب اس بارہ میں ہم سے متفق ہیں

(س) کیا یہ لوگ اس بات کی وجہ سے مخالف ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا صاحب انکو سخت الفاظ کہتے رہتے۔ اور وہ ان کو کہتے رہے۔

(ج) یہ حقیقت نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے پہلے بُرا بھلا کہا۔ حضرت مرزا صاحب نے ان کو جواب دیا اور ان کے اعتراضوں کو رد کیا

(س) آپ یہ مانتے ہیں کہ مسلمانوں کا بڑا گروہ مانتا ہے کہ محمد صاحب کی قدر جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

(ج) ہم سوائے اللہ تعالےٰ کے اپنی جانوں سے کیا سب چیزوں سے زیادہ عزیز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں دوسرے مسلمانوں کے متعلق میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

(س) دوسرے مسلمانوں کے متعلق پتہ ہے کہ محمد صاحب کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہے

(ج) کچھ ایسے بھی ہیں جو پروا نہیں کرتے۔ اور ایسے بھی ہیں جو زبردست عقیدت رکھتے ہیں۔

(س) کیا یہ درست ہے کہ آپ محمد صلعم صاحب کی عزت برقرار رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے۔

(ج) بے شک میں برداشت نہیں کروں گا۔ کہ کوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قتل کرنے پڑ جاؤں گا۔ بلکہ میرے جذبات کو ٹھیس پہونچے گی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی بُرا کہے گا

(س) جو یہ کہے کہ میں اسلام میں داخل ہوں۔ مگر محمد صاحب کو آخری نبی نہیں مانتا۔ اور تمام رسولوں سے بڑھ کر نہیں مانتا۔ اسے آپ کیا سمجھتے ہیں۔

(ج) میرے نزدیک مسلمان ہو کر جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل تھے وہ غلطی کرتا اور اسلام کے خلاف کہتا ہے۔ اور میرے نزدیک جو مسلمان یہ تسلیم نہیں کرتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قیامت تک جاری ہے۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ کی نبوت ختم ہو کر اور نبوت کی ضرورت ہے وہ غلطی کرتا ہے

(س) آپ نے ایک طرف تو کہا کہ جو مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ محمد صاحب آخری نبی نہ تھے۔ اور دوسرے انبیاء سے بڑھ کر نہیں مانتا وہ غلطی کرتا ہے۔ دوسری طرف کہتے ہو جو نبوت ختم سمجھتا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف کرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

(ج) آخر اسے کہتے ہیں جو بعد میں آئے۔ جو اندر ہی ہو وہ بعد نہیں کہلاتا۔

(س) آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد صاحب کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ مگر دوسرے مسلمان کہتے ہیں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

(ج) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع ہے وہ بعد نہیں۔ اور یہ درست نہیں کہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے متعلق آپنے فرمایا کہ آدھا دین ان سے سیکھیو۔ وہ فرماتی ہیں

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ

(مجمع البحار تکملہ) کہ بے شک یہ تو کہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ پھر بہت سے صحابہ کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

(س) میں نے صحابہ کے متعلق نہیں پوچھا۔

(ج) میں صحابہ کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ صحابہ مسلمان تھے۔ اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسا نبی آ سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو ہم یہ مانتے ہیں کہ آپ کے ماتحت آپ کی شریعت قائم کرنے کے لیے نبی ..... آ سکتا ہے۔ دوسرے سارے مسلمان اس کا انکار نہیں کرتے۔ ان میں بھی ایسے ہیں جو اس بات کو مانتے ہیں

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں اختلاف کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ وہ محمد صاحب کے بعد کسی نبی کو نہیں مانتے۔ مگر آپ مانتے ہیں

(ج) یہ نہیں۔ اس لئے کہ یہی بات جب دوسری جگہ دیکھتے ہیں تو ہماری مخالفت کرنے والے وہاں ناراض نہیں ہوتے۔ ہمارے خلاف عوام میں شورش پیدا کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں۔

(س) آپ کے نزدیک ان کے اختلاف کی وجہ کیا ہے

(ج) یہ ان سے پوچھیں۔

(س) آپ کی پارٹی کا آپکے والد صاحب کے زمانہ میں بھی اور اب بھی دوسرے مسلمانوں سے کیا یہی جھگڑا ہے کہ آپ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں وہ نہیں مانتے۔

(ج) میں اس کا جواب دے چکا ہوں۔

(س) آپ مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعد ان کی جماعت کی دو پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک لاہور کی پارٹی اور ایک قادیان کی۔

(ج) ہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد دو پارٹیاں ہو گئیں۔

(س) آپ دوسرے خلیفہ ہیں۔

(ج) ہاں۔

(س) اگر کوئی کہے کہ میرا رتبہ محمد صاحب سے بڑھ کر ہے تو آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے۔

(ج) میں کہہ چکا ہوں کہ جو یہ کہتا ہے غلطی کرتا ہے

(س) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے لوگوں کو آپ سے اصولی اختلاف یہی ہے کہ آپ مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں۔

* * *

(نوٹ از رپورٹر) اس طرز سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار لینا دوسرے وکلاء نے بھی بُرا محسوس کیا کہ مسلمان وکیل اسطرح نام لیتا ہے۔

سات دن روزے

اور

چالیس یوم دعائیں

جو قوم اپنی کمزوری۔ اپنی قلت اور اپنی کمی اسباب کی خود معترف ہو۔ جن کے خلاف زمین کے بندے مکر منصوبے کریں۔ اور حکومت کے بدخواہ ملازم ان منصوبوں میں شامل ہو جائیں۔

اس

قوم کے لئے ایک اور صرف ایک ہی راہ ہے کہ وہ **خدا کے حضور گر جائے**۔

اس لحاظ سے

آج دنیا میں صرف ایک ایسی جماعت ہماری ہی جماعت ہے جس کے دشمن ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس لئے **حضرت امیر المومنین** نے ہمارے لئے

سات روزے اور چالیس یوم دعا کے لئے مقرر فرمائے ہیں

(ج) میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ میرے نزدیک مجھ سے ذاتی عداوت اختلاف کی اصل ذمہ وار ہے

(س) حقیقۃ الوحی ص۸۹ پر لکھا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے۔ تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

(ج) یہ ٹھیک ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ لکھنے والا اپنا رتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا قرار دیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

جس کا یہ مطلب ہے کہ میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ ابن مریم سے بڑھ کر ہوں۔ اسیطرح سینکڑوں جگہ آپ نے لکھا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں ایک منٹ بھی ان سے جدا ہونا میرے لئے موت ہے پھر آپ فرماتے ہیں کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔ یعنی ہر برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ اور وہ بڑا مبارک ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی یعنی میں خود۔ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام بزرگوں میں آپ کا درجہ بڑا تھا۔

(س) آپ اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ تمام دنیا کو دشمن سمجھے۔

(ج) میرے الفاظ کا مطلب یہ ہے۔ کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک سب دنیا سے ہوشیار نہ رہے۔

(س) میں کہتا ہوں کہ آپ نے کہا سب کو دشمن سمجھو۔

(ج) فقرہ دکھائیں۔

(س) کیا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو نبی ہوتا ہے وہ عام انسانوں سے اخلاق میں بہت بڑھ کر ہوتا ہے

(ج) اسوقت کے عام مسلمانوں میں سے ایک حصہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبیوں میں بھی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ اور مسلمانوں میں ایسے خیالات پائے جاتے ہیں۔

(س) کیا آپ کے نزدیک نبی اخلاقی طور پر دوسروں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

(ج) ہماری جماعت کا بے شک یہ عقیدہ ہے کہ نبی کی زندگی کامل ہوتی ہے اور اپنے زمانہ کے لوگوں سے ہر اخلاقی مذہبی حالت اس کی مکمل ہوتی ہے

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ جو نبی ہوتے ہیں ان کی سادہ زندگی ہوتی ہے۔ وہ عیش و آرام نہیں کرتے مصیبتیں جھیلتے ہیں

(ج) سادہ زندگی نسبتی امر ہے۔ حضرت سلیمان نے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ قلعہ بناتے تھے۔ دیگیں چڑھاتے تھے۔ ایک عورت کے لئے اعلیٰ نفیس تخت بنوایا۔ حالانکہ وہ نبی تھے۔ سادہ زندگی نسبتی لحاظ سے ہوتی ہے۔ یعنی ایسی زندگی بسر کرنا جو نبی کی ضرورت کے مطابق نہ ہو یا ایسی زندگی جس کا اثر لوگوں کی زندگیوں پر برا پڑے وہ نبی کی نہیں ہو سکتی۔

(س) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سادہ زندگی بسر کرتے تھے

(ج) آپ کی زندگی بھی مقابلہ کے لحاظ سے سادہ تھی۔ ورنہ آپ کے پاس گھوڑے تھے۔ اور کئی صحابہ کے پاس نہ تھے۔

جذب نصرت الٰہیہ کا طریق

ہماری جماعت جو اسوقت دشمنان حق کے نرغے میں گھری ہوئی ہے اور اس کے لئے دنیا کے سب اسباب بیکار ثابت ہو رہے ہیں۔ اس جنگ میں جماعت کی فلاح کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ ہم نصرت الٰہیہ کو جذب کریں اور وہ روزوں اور دعاؤں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر کون احمدی ہے جو اس دروازے کی طرف نہیں دوڑے گا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کے لئے سات جمعراتوں کے روزے مقرر کئے ہیں

ہر احمدی کا فرض ہے

کہ ان ایام کو خدا کے حضور رونے اور تضرع میں صرف کرے۔

(س) کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی کھاتے تھے

(ج) کبھی کبھی کھاتے تھے۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ آپ کے پاس کپڑا نہ ہوتا تھا۔ اور چٹائی پر ننگے بدن سوتے۔

(ج) کبھی ایسا بھی ہوتا مگر کبھی حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے پاس ایک سے زیادہ لباس بھی ہوتا تھا۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ آپ محمد صاحب کی زندگی کو کامل نمونہ سمجھتے ہیں۔

(ج) یقیناً جن حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام کیا۔ ان حالات میں وہی کام سب سے افضل ہے

(س) یہ ٹھیک ہے کہ نبی کے شایان شان نہیں کہ سوا خدا کے کسی اور سے ڈرے۔

(ج) یہ ٹھیک ہے کہ نبی خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

(س) کیا بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کو بڑا ناز ہے کہ آپ نے انگریزوں کی بڑی خدمت کی۔

(اس موقع پر سرکاری وکیل نے کہا کہ آپ ناز کا لفظ استعمال نہ کیجیے کہ یہ اچھا لفظ نہیں۔)

(ج) بانی سلسلہ احمدیہ۔ مجھے اور جماعت کو اس بات پر فخر ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے سچائی کا اظہار کیا ...... کسی کی خوشامد نہیں کی۔ بلکہ امر واقعہ کا اظہار کیا۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے فخر ہے کہ میں نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

کہ انگریزوں نے اس ملک میں امن قائم کیا۔ اور ملک کی خدمت کی۔ مجھے فخر ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے سچائی کا اظہار کیا

(س) یہ آپ کو معلوم ہے کہ جہاد مسلمانوں کا ایک عقیدہ ہے

(ج) آپ تشریح کریں کہ آپ جہاد کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔

(س) کتاب تریاق القلوب مرزا صاحب کی کتاب ہے

(ج) ہاں۔

(س) انگریزوں کے متعلق کیا یہ درست ہے کہ آپ کو ہمیشہ ان سے فائدے پہنچے۔

(ج) مجھے یا جماعت کو ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ہم ان کے انصاف کی قدر کرتے رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہم نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔

(س) اگر کسی کو کوئی کتا کہے یا کوئی اور لفظ۔ تو کیا یہ درست ہے۔

(ج) بطور گالی کے ایسے لفظ کا استعمال درست نہیں

(س) کتے میں ایک صفت وفاداری کی بھی ہے۔ اگر کوئی اس صفت کی وجہ سے کسی کو کتا کہے۔ تو یہ درست ہوگا

(ج) نہیں یہ لفظ صفت کے اظہار کے لیے اسوقت درست ہوگا جبکہ کسی کی برائی کا اظہار مد نظر ہو اور اسوقت جائز ہوگا جبکہ ایسے شخص کے متعلق ایسا لفظ استعمال کیا جائے۔ جو خود ایسے الفاظ استعمال کر چکا ہو۔ یعنی صرف اس صورت میں جائز ہوگا کہ صفت کے طور پر استعمال کرنا۔ جبکہ اس کا موصوف اس سے زیادہ سخت الفاظ کتا کہنے والے کے متعلق استعمال کر چکا ہو۔

(س) یہ ٹھیک ہے کہ مرزا صاحب نے بڑے سخت الفاظ مسلمانوں کو کہے

(ج) کبھی جواب کے سوا نہیں کہے اور جوابی طور پر ان سے کم سخت الفاظ کہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق جنہوں نے پہلے سے زیادہ سخت الفاظ آپ کے متعلق استعمال کیے۔

(س) انجام آتھم مرزا صاحب کی کتاب ہے

(ج) ہاں

(س) اس کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہوا ہے کہ اے بدذات فرقہ مولویاں۔

(ج) جواب میں کہا ہے اور ان کو کہا ہے جنہوں نے اس سے بہت زیادہ سخت الفاظ کہے

(س) اگر مجھے کوئی گالی دے اور میں جواب میں گالی دوں تو یہ برا نہیں

(ج) میرا مذہب اسلام کہتا ہے کہ اگر حد سے بڑھنے والے کو تنبیہ کے طور پر جواباً کوئی نسبتاً کم سخت لفظ کہا جائے تو جائز ہے۔ گالی نہیں۔ کیونکہ گالی جھوٹ ہوتا ہے۔

(س) جو دوسرے مسلمان ہیں کیا آپ کی جماعت کے لوگ ان کو نہ لڑکیاں دیتے اور نہ ان کی لڑکیاں لیتے ہیں۔

(ج) ہم لڑکیاں دیتے نہیں لیتے ہیں۔ سوائے تین چار سال کے کہ ہماری جماعت میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ اس لئے اپنے اندر رشتے کرنے کے لئے عارضی طور پر ایک مدت مقرر کر دی ہے۔ کہ دوسری لڑکیاں نہ لی جائیں۔

(س) اگر کوئی مر جائے۔ اور وہ احمدی نہ ہو تو کیا آپ اس کے جنازہ پر جائیں گے۔

(ج) جنازہ پر جائینگے۔ دفن کرینگے۔ مگر جنازہ نہیں پڑھینگے

(س) جو احمدی نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھینگے یا نہیں

(ج) نہیں

(س) جو احمدی نہیں وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟

(ج) یہ وہ بتا سکتا ہے۔ کوئی میرے پیچھے نماز پڑھے مجھے اس سے کیا۔ میں نے کبھی کسی کو روکا نہیں

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ اسلام میں حکم ہے کہ تبلیغ کرو۔

(ج) ہاں۔

(س) تبلیغ کا کام آپ شد و مد سے کرتے ہیں آپ نے یوم التبلیغ مقرر کیا ہوا ہے

(ج) ہاں یہ ٹھیک ہے

(س) آپ سمجھتے ہیں تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا حق ہے

(ج) دنیا کے ہر شخص کا خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو حق ہے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے۔ مسلمانوں کی کیا شرط ہے۔

(س) یہ بھی ٹھیک ہے کہ تبلیغ کرتے وقت سخت الفاظ نہ کہے۔

(ج) اس شرط کے ساتھ جو پہلے بیان کر چکا ہوں

(س) انوار الاسلام مرزا صاحب کی کتاب ہے

(ج) ہاں۔

(س) کئی آدمی ایسے ہیں جو پہلے آپ کے ساتھ شامل تھے پھر اندروں کے ساتھ جا شامل ہوئے۔

(ج) ہر سال چار پانچ چھ ہزار مرد میری جماعت میں داخل ہوتے ہیں اور جانے والے سال میں دو چار ہوتے ہونگے اور کبھی نہیں بھی ہونگے۔

(س) جب قادیان میں احرار کانفرنس ہوئی تو آپ نے برا مانا۔ اس وجہ سے کہ آپ کے آدمی اس میں شامل نہ ہو جائیں

(ج) میں اس وجہ سے کس طرح برا مان سکتا تھا۔ جب کہ ہماری جماعت کے متعلق گورنمنٹ کا آرڈر تھا کہ وہاں کوئی نہ جائے۔ میں نے تو شکوہ کیا تھا کہ کانفرنس اگر ہمارے لیے کی گئی تھی۔ تو ہمیں جانے سے کیوں روکتے تھے۔ اور کیوں نہ جانے دیا۔

(س) سید اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کہلاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے

(ج) چند ایک سید اپنے متعلق نواسے کا لفظ فخراً استعمال کرتے ہیں۔ باقی نہیں۔ ہاں یوں تو سارے سید رسول کریم صلی اللہ وسلم کی صاحبزادی کی اولاد ہیں

(س) آپ کو معلوم ہے کہ احرار کے پاس کچھ سرمایہ ہے۔

(ج) مجھے کیا پتہ ہے۔

(س) آپ کے پاس قادیان میں انصاف کا محکمہ ہے

(ج) انصاف کے محکمہ سے آپ کی کیا مراد ہے

(س) جہاں جھگڑوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے

(ج) ایسے جھگڑے جو قابل دست اندازی پولیس نہیں ہوتے ہمارے پاس آجائیں۔ تو ان کے لئے فیصلہ کرنے والے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ طے کر دیں۔ اور جو پولیس کی دست اندازی کے قابل ہوں۔ ان کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے۔ پولیس میں لے جائیں۔

(س) اس کے لیئے کوئی محکمہ قائم کیا ہوا ہے۔

(ج) ہاں محکمہ قضا ہے

(س) اس میں دیوانی مقدمات بھی کیئے جاتے ہیں۔

(ج) ہاں مالی معاملات کا بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مگر ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے۔

(س) آپ کے اس محکمہ میں کوئی شکایت کرنی ہو تو اس کے لئے کوئی کاغذ مقرر کیا ہوا ہے

(ج) مجھے اس کا علم نہیں۔ مجھے جہاں تک علم ہے ایسا نہیں ہے۔ یہ محکمہ قضا کو علم ہوگا۔

(س) ایک کاغذ دکھا کر۔ اس شکل کا کاغذ آپنے دیکھا ہوا ہے یہ لوکل انجمن احمدیہ کا ہے

(ج) میرے سامنے یہ کبھی نہیں آیا۔ میں آج پہلی دفعہ اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس کا محکمہ قضا سے واسطہ نہیں یہ لوکل انجمن احمدیہ قادیان سے تعلق رکھتا ہے اور لوکل انجمن الگ ہے اور مرکزی انجمن الگ

(س) آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ یہ کاغذ ایک آنہ کو بکتا ہے

(ج) نہیں۔

(س) مرزا بشیر احمد صاحب آپ کے کیا لگتے ہیں۔

(ج) میرے بھائی ہیں۔

(س) آپنے یہ بھی مقرر کیا ہوا ہے کہ احمدی آپس میں تجارت کریں۔ دوسرے مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں سے نہ کی جائے۔

(ج) ایک دفعہ بعض لوگوں نے شکایت کی تھی کہ ہندو بازار میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس پر میں نے کہا تھا کہ جو لوگ مخالفین کی باتیں برداشت نہ کرسکیں۔ اور انہیں ان سے خوف ہو وہ وہاں نہ جائیں۔ اور آپس میں لین دین کریں لیکن جو لوگ ان پر اعتبار کرتے ہیں وہ بے شک ان سے سودا لیں۔ اس میں بعض نے پہلا اقرار کیا بعض نے دوسرا۔ ورنہ میرا حکم نہیں ہے کہ ہندوؤں یا سکھوں یا عیسائیوں سے نہ خریدیں۔ چنانچہ لوگ سودا نہیں خریدتے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جو اس اقرار سے باہر رہے اور خریدتے ہیں۔ لیکن یہ بھی صرف قادیان میں ہے۔ باہر کے لئے نہیں میں خود قادیان کے باہر سے سودا خریدتا ہوں۔ کچھ ہندو قادیان کے بھی ہیں جن سے یہ اقرار کرنے والے بھی خریدتے ہیں مثلاً لالہ کنہیا شاہ صاحب

(س) اللہ دتا میراسی قادیان کو آپ جانتے ہیں

(ج) نہیں۔

(س) مرزا مہتاب بیگ کو جانتے ہیں

(ج) ہاں۔

(س) کیا کام کرتے ہیں۔

(ج) درزی کا۔

(س) چودھری حاکم علی کو جانتے ہیں

(ج) جانتا ہوں۔

(س) قادیان میں آپ کے وزیر خارجہ وزیر عامہ بھی ہے

(ج) میرا کوئی وزیر قادیان میں یا اور کہیں نہیں

(س) آپنے جو کام کرنا ہو خود کرتے ہیں۔

(ج) ہمارا انتظام یہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف محکموں کے افسر مقرر ہیں۔ ان کو ناظر کہتے ہیں۔ ان کو مقرر میں کرتا ہوں۔ اور وہ جواب دہ قانونی طور پر صدر انجمن کے آگے ہوتے ہیں۔ اور اپنے صیغہ کے آخری ذمہ وار ہوتے ہیں۔ صدر انجمن انتظامی جماعت ہے۔ ناظروں کو میں اس لئے مقرر کرتا ہوں کہ ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے میں دیکھوں جو مقرر ہوئے وہ ہماری منشا کو پورا کرنے والے اور موزوں ہیں۔

(س) آپ نے احمدیہ کور بنائی ہے۔

(ج) صدر انجمن کے انتظام کے ماتحت بنی تھی۔ اب مجھے اس کے متعلق علم نہیں۔

(س) کب سے نہیں

(ج) دو ڈیڑھ سال سے۔ اس کا کوئی کام میرے سامنے نہیں آیا۔ اور میں نے سنا نہیں کہ اس نے کوئی کام کیا۔

(س) آپنے آدمی مقرر کیا نشانہ سکھانے کے لئے۔

(ج) اس کا صدر انجمن سے تعلق ہے مجھے معلوم نہیں اب ایسا انتظام ہے یا نہیں مجھے علم نہیں کہ پہلے اس قسم کا انتظام تھا جیسے سکاوٹ وغیرہ کا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ جلسوں وغیرہ کا انتظام کریں۔ مجھے دو سال سے اس کے متعلق علم نہیں اب یہ انتظام ہے یا نہیں۔

احمدی کا ورد زبان

اور دعائیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

(دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(س) عورتوں کو بھی نشانہ وغیرہ سکھایا جاتا ہے

(ج) میں نے اپنی بیویوں سے بعض اوقات بندوق چلوائی ہے۔ اور جس گھر میں بندوق ہو اس کی عورتیں کبھی چلا لیتی ہیں۔ یوں عورتوں کے لئے اس قسم کا کوئی انتظام نہیں۔

(س) نعمت اللہ ڈرل ماسٹر ہے اور غلام نبی بھی

(ج) میں ان کو جانتا ہوں نعمت اللہ ڈرل ماسٹر ہے سکول میں۔ اور غلام نبی چپڑاسیوں کا دفعدار ہے

(س) یہ ٹھیک ہے کہ آپنے اپنی جماعت کو کہا کہ فوجی تعلیم سیکھو۔

(ج) فوجی تعلیم سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا یہ کہ فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔

(س) نہیں بلکہ نشانہ وغیرہ سیکھو۔ بندوقیں رکھو

(ج) میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ جن کو لائسنس مل سکتے ہیں ان کو بندوقیں لینی چاہئیں اور چلانی سیکھنی چاہئیں

(س) آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام دنیا کو فتح کر لیں گے

(ج) ہر مذہب والے کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ چونکہ سچائی اس کے پاس ہے وہ دنیا کو اپنا ہم خیال بنائے گا ہمارے پاس سچائی ہے۔ ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ایک وقت سب دنیا ہمارے مذہب میں داخل ہو جائے گی۔

(س) آپ کو یاد ہے ملائکۃ اللہ آپ کی کتاب ہے

(ج) یہ میرا لیکچر ہے۔

(س) اس میں آپنے لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ زار روس کا سونٹا چھین کر مجھ کو دیا گیا۔

(ج) یہ میرا الہام نہیں

(عدالت کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے کارروائی بند کی گئی اور بیان سننے کے بعد حضرت امیر المومنین نے لکھایا)

مجھے بعد میں محمد علی صاحب کی وصیت کے متعلق یاد آیا کہ ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ چونکہ وفات کے وقت ان کا قرضہ ان کے مال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ لیکن ان کی زندگی میں انجمن ان کی وصیت منظور کر چکی ہے اس لئے بہشتی مقبرہ میں ان کو دفن کیا جائے

اس کے بعد پانچ بجے کے قریب حضور کچہری سے واپس تشریف لے آئے۔

۲۵ مارچ کی کارروائی

کارروائی ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر شروع ہوئی۔

یہ عام قاعدہ نہیں ہے کہ جس کا قرضہ جائداد سے زیادہ ہو۔ اور اس نے وصیت کرائی ہوئی ہو۔ اس کے ترکہ میں سے کچھ نہ لیا جائے۔

بعض اوقات کسی کی وصیت صدر انجمن منسوخ بھی کر دیتی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ محمد علی صاحب نے اس وقت وصیت نہ کی تھی۔ جبکہ وہ جیل میں تھے۔ بلکہ دیر کی ہوئی تھی۔ میرے سامنے محمد علی صاحب کی وصیت منظوری کے لئے پیش نہ ہوئی تھی۔ نہ کوئی اور پیش ہوئی ہے۔ میں نے محمد علی صاحب کے مقدمہ کی پیروی کے لئے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا۔ مجھے ذاتی علم نہیں کہ جماعت نے اس مقدمہ کی پیروی کی۔ میں نے سنا ہے کہ کی۔ مرزا عبد الحق صاحب وکیل۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر۔ پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ جنھوں نے مقدمہ کی پیروی کی۔ میری جماعت کے ہیں۔ مولوی فضل الدین صاحب نے بعض کا ذکر مجھ سے کیا۔ پیر

اکبر علی صاحب نے مجھے یاد نہیں کہ کہا ہو میں نے سنا ضرور تھا کہ انھوں نے پیروی کی۔ مولوی فضل الدین صاحب کا عہدہ مشیر قانونی کا ہے۔ مرزا عبدالحق صاحب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ اسوقت جماعت احمدیہ گورداسپور کے امیر تھے۔ اسوقت وہ جماعت احمدیہ گورداسپور کے پریذیڈنٹ ہیں

محمد علی صاحب کو سشن کورٹ میں موت کی سزا ہوئی تھی۔ مجھے یہ ذاتی علم نہیں ہے کہ میری جماعت نے ان کی ہائیکورٹ کی اپیل کے لئے چندہ کیا تھا میرا خیال ہے کہ پریوی کونسل میں اپیل نہیں کی گئی تھی۔ یہ یاد ہے کہ کسی نے گورنر سے رحم کی درخواست کی تھی۔ یہ معلوم نہیں۔ کس شخص کے نام پر وہ اپیل تھی۔ محمد علی صاحب صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔

یہ مجھے معلوم نہیں کہ محمد علی صاحب واقعہ قتل سے کتنا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے۔ قادیان میں مجلس شوریٰ ہوئی تھی۔ جس میں بہت سے لوگ باہر کی جماعتوں کے آئے تھے اسمیں محمد علی صاحب بھی آئے تھے۔ میں نے اس واقعہ قتل سے ۲۰-۲۲ روز قبل مباہلہ میں جو کچھ کہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مباہلہ والوں پر خدا تعالیٰ کا عذاب آسمان سے آئے گا۔ وہ خدا کی گرفت میں آئینگے۔ نہ کہ انسانی عذاب میں۔

"الفضل" یکم اپریل ۱۹۳۰ء میں مباہلہ والوں کے متعلق جو ذکر ہے۔ وہ میری تقریر کا حصہ ہے اور درست ہے۔

جب محمد علی صاحب جیل میں تھے۔ تو مجھے اتنا یاد ہے کہ ان کا ایک خط میرے پاس آیا تھا۔ جس میں انھوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ مجھ سے یہ فعل احمدیت کی تعلیم کی ناواقفیت کی وجہ سے ہو گیا ہے۔ اب میں نے سلسلہ کی کتابیں پڑھیں ہیں اور مجھے اپنی غلطی کا علم ہوا ہے اور میں توبہ کرتا ہوں۔ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ میری غلطی معاف کردے۔

وہ چٹھی محفوظ نہیں۔ کیونکہ اس پر تین چار سال گزر چکے ہیں البتہ میں نے اس کا ذکر اپنے ایک خطبہ میں کیا تھا اگر موقع ملے تو پیش کر سکتا ہوں۔

مولوی شیر علی صاحب صیغہ تالیف و تصنیف کے ناظر ہیں۔ اپنی عدم موجودگی میں بعض اوقات میں نے ان کو قادیان کی جماعت کا امیر مقرر کیا۔

(اس موقعہ پر ملزم کے وکیل نے حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کے کورٹ میں موجود ہونے پر اسلئے اعتراض پیش کیا کہ ان کو بھی گواہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ مگر عدالت نے اس بنا پر اس اعتراض کو رد کر دیا کہ سرکاری وکیل کو ان کی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں)

۸ر جولائی ۱۹۳۱ء کے الفضل میں جو خطبہ چھپا ہے وہ میرا ہے۔ اور یہی وہ خطبہ ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا پیش کر سکتا ہوں۔

میں اس مسلمان کو جہنمی جانتا ہوں جو دیدہ دانستہ کسی مسلمان کو قتل کرے۔ اور پھر توبہ نہ کرے۔ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ اسے گناہ سمجھے اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کرے

(س) آپ اس مسلمان کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی اسے مسلمان مانتے ہیں یا کافر۔ جو کہ خدا تعالیٰ کو ایک مانتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری اور سچا پیغمبر جانتا ہو۔ اور قرآن کو خدا کی سچی اور الہامی کتاب مانتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو۔ مرزا غلام احمد صاحب کو برا نہ کہتا ہو۔ مگر ان کو نبی بھی نہ مانتا ہو۔

(جواب) میرا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب خدا کے بھیجے ہوئے رسول اور قرآن کی پیشگوئی کے مطابق آئے ہیں۔ اسلئے یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص سمجھ کر خدا تعالیٰ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور پھر حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے۔

جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا۔ قرآن کریم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غور نہیں کرتا۔ اور ان تینوں امور کے باوجود حضرت مرزا صاحب کی باتوں کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔

اگر کسی شخص میں وہ ساری شرائط پائی جاتی ہیں جو اسلام میں مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ تو وہ مسلمان ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے۔ قرآن کریم کے ماننے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہو گا۔

حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان ہوں۔ اور ایسے بھی جو کافر ہوں۔ میں اس شخص کو مسلمان سمجھتا ہوں جو یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ گو یہ کہے کہ میں ان کی تحریروں میں جو نبی کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی حقیقی نبی نہیں کرتا نبی کے سوا دوسروں کا ہر الہام قطعی اور کامل نہیں ہو سکتا۔

اپریل کی جمعراتیں

۴ — ۱۱ — ۱۸ — ۲۵

کو ہونگی۔ اور یہ دن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ کے حکم کے ماتحت **روزوں اور دعاؤں کے دن ہیں**

قادیان میں جو احرار کانفرنس ہوئی اس کا مقصد احمدی عقائد کے خلاف تبلیغ کرنا نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر یہ غرض ہوتی تو حکومت احمدیوں کو وہاں جانے سے نہ روکتی میرے نزدیک اس کا صرف احمدیت کے خلاف تبلیغ کرنا مقصد نہیں تھا۔

قادیان میں غیر احمدی بھی ہیں۔ احرار کانفرنس میں جو تقریریں ہوئیں وہ میں نے کانفرنس کے بعد اخبار احسان اور زمیندار میں پڑھیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر کے خلاف گورنمنٹ سے سلسلہ جنبانی نہیں کی۔ کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ احمدی اخباروں نے تقریروں کے خلاف پروٹسٹ کیا مگر گورنمنٹ کو کوئی خط نہیں لکھا گیا۔

میں اپنی جماعت میں داخل ہونے کی وجہ سے کسی کو حرامی نہیں کہتا اس بنا پر حضرت مرزا صاحب نے کسی کو حرامی نہیں کہا۔

ذریۃ البغایا کے معنی ہیں بے وفا لوگوں کے طریق پر چلنے والے۔ یا بے وفا عورتوں کے طریق پر چلنے والے لوگ۔ بے وفا عورتیں ....

یا جماعتیں بھی اس کے معنی ہیں۔

بغایا کے معنی بدکار عورت کے بھی ہیں۔ بغایا جمع ہے ممکن ہے بعض معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہو۔ مگر لغت دیکھے بغیر اس کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔

میرے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ حضرت مرزا صاحب کے آنے تک کوئی نبی نہیں آیا۔ یہ سچ ہے کہ اس عرصہ میں بعض نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر میرے عقیدہ کی رو سے ان کا دعویٰ غلط ہے اور ایسا دعویٰ کرنے والے غلطی پر تھے۔

قادیان میں جو احمدی پٹھان رہتے ہیں میرے نزدیک وہ شریف آدمی ہیں۔ ان سے مجھے حملہ کرنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں بغیر حوالہ دیکھے نہیں کہہ سکتا کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو لاہوری فریق کے امیر ہیں۔ کوئی شکایت کی کہ پٹھان مجھے نہ ماردیں۔

میں اپنی جماعت کے جس آدمی پر اس کی کسی غلطی کی وجہ سے ناراض ہوں اس کا گھر بار ضبط نہیں کیا کرتا۔ بعض ایسے لوگ جن کے اخلاقی جرم اور ناپسندیدہ حرکات کا بچوں پر برا اثر پڑتا ہو۔ اور وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان سے میں خواہش کرتا ہوں کہ قادیان سے چلے جائیں۔ ان میں سے بعض جو نہیں مانتے وہ نہیں بھی جاتے۔

میں خان کابلی کو جانتا ہوں۔ اس کے متعلق اپنی جماعت کے کارکنوں میں سے کسی نے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ ناپسندیدہ حرکات کرتا ہے کیا کیا جائے تو میں نے خواہش کی کہ وہ قادیان سے باہر چلا جائے۔

عدالت:۔ وہ قادیان سے چلا گیا تھا۔

(ج) ہاں۔

میں نے اسکے رشتہ داروں سے کہا تھا کہ جب تک وہ اصلاح نہ کرے وہ قادیان نہ آئے

اس موقع پر ایک تحریر پیش کی گئی جس کے متعلق فرمایا:۔

یہ خط میرا ہی معلوم ہوتا ہے۔ گو اس کی سیاہی وہ نہیں جو میں عام طور پر استعمال کیا کرتا ہوں۔ اس میں وہ مضمون ہے جو میں نے ایک چٹھی میں لکھا تھا۔

میں محفوظ الحق علمی کو جانتا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ اسے نکالا گیا تھا۔ اس کے خلاف شکایت پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے سلسلہ کی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کچھ دن رہا اور پھر چلا گیا۔

میں محمد اسماعیل ولد حکیم قطب الدین صاحب کو جانتا ہوں اسکو جماعت احمدیہ سے نکالا گیا ہے۔ ہمارا محکمہ جو امور عامہ ہے اس نے میرے ایک قانون کی بنا پر اسے نکالا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کے ماں باپ اور بہن کو جو احمدی ہیں۔ اس سے تعلقات نہیں رکھنے چاہیئے تھے۔

شاہ عالم کو بھی جماعت سے نکالا گیا تھا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ قادیان سے باہر نہیں گیا۔ نہ محمد اسمٰعیل باہر گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ گل نور کو جماعت سے خارج کیا گیا ہو۔ وہ اب قادیان میں ہی ہے۔ مجھے معلوم نہیں ابراہیم علی کو بید مارے گئے۔ بید مارنے کی سزا ہم کسی کو نہیں دیتے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے سکولوں میں سزا ملتی ہے۔ ہاتھوں پر سوٹیاں ماری گئی ہوں۔

میں عبدالسلام ولد ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو جانتا ہوں مجھے یہ یاد ہے کہ اس کے لئے کوئی سزا تجویز کی گئی تھی۔ یہ یاد نہیں کہ وہ سزا کیا تھی۔ یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا لیکن یہ ممکن ہے کہ اس کے باپ کو کہا گیا ہو۔ کہ وہ اسے لڑکے کی والدہ اس کو منع کرتی ہے کہ جو سزا اس کی

سزا دے اور ممکن ہے کہ اسے سزا نہ ملی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے [illegible] کے باپ کو کہا گیا ہو کہ اگر

اصلاح کے لئے تجویز کی گئی ہے وہ نہ لے تو آپ اس سے تعلق نہ رکھیں۔

یاد تازہ کئے بغیر نہیں کہہ سکتا۔ کہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو اس لئے ۲۵ روپے جرمانہ کیا گیا کہ تمہارا لڑکا سزا نہیں پاتا۔ اور تم سزا دلانے کے لئے تیار نہیں۔

جس کو اخراج کی سزا ملی ہو۔ اس سے تعلقات نہ رکھنے کے لئے کہنا میرا کام نہیں۔ ایسے امور امور عامہ کے متعلق ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ناظر امور عامہ نے دوسری عورتوں کو ڈاکٹر عبداللہ صاحب کی عورت سے نہ ملنے کا حکم دیا۔ قادیان سے کسی کو چلے جانے کے لئے کہنا میرے سامنے پیش ہوتا ہے۔ آگے اس کے نتیجہ میں جو تفصیلات پیدا ہوں۔ وہ امور عامہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

میں عبدالکریم صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کے لڑکے عبدالعزیز کے متعلق مجھے یاد ہے کہ اسے جماعت سے خارج کیا گیا تھا یا قادیان سے چلے جانے کے لئے کہا گیا تھا۔ عبدالکریم کی لڑکی آمنہ کے متعلق مجھے یاد ہیں

(اس پر عدالت ایک بجے لنچ کے لئے بند ہوئی)

لنچ کے بعد کا بیان

۱۶ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کے الفضل میں جو خطبہ ہے اس میں آمنہ کے متعلق جو حوالہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے خطوط کے متعلق اس خطبہ میں جو حوالہ ہے وہ بھی درست ہے۔ شیخ فتح محمد صاحب مینجر سٹور قادیان کو بھی جماعت سے خارج کیا گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ جماعت سے نکالے جانے پر بھی قادیان رہے پھر چلے گئے۔

میں خواجہ اعجاز علی شاہ کو جانتا ہوں۔ یہ یاد نہیں کہ ان کو جماعت سے نکالا گیا تھا۔ اور نہ یہ یاد ہے کہ کسی جماعت کے آدمی نے ان کو کلہاڑی سے مارا تھا۔

عبدالعزیز۔ ابراہیم علی۔ عبداللہ ولد نوردین میں سے کسی کی قادیان میں جائداد نہیں۔ شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق میں کہہ نہیں سکتا کہ ان کی جائداد ہے یا نہیں۔ ان کی جائداد ضبط نہیں کی جاتی۔ اور نہ ہم قانوناً کر سکتے ہیں جن کو جماعت سے خارج کیا جائے۔

عبدالکریم مباہلہ والے کا جہاں مکان تھا۔ وہ جگہ میرے بھائی نے واجب الارض قادیان کی زیر دفعہ ۸ حاصل کی تھی، اور صدر انجمن کو دی تھی۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ جائداد جو غیر کے قابض اور غیر مالک کی ہو۔ جس نے اس میں رہائش ترک کر دی ہو۔ بغیر قبضہ چھوڑے۔ اس جائداد پر مالک قابض ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس کے متعلق مجھے قانون کی واقفیت نہیں اس بارہ میں وہی کہا جائے گا جو قانون کہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے مختار سے کہا تھا۔ کہ غیر مالکوں سے جن میں عبدالکریم کا باپ بھی شامل تھا تحریر لے لی جائے کہ اگر مکان چھوڑ جائیں تو مالکوں کی جگہ ہوگی مجھے معلوم نہیں۔ اس کے لئے اس نے تحریر لی یا نہ لی۔ میں نہیں کہ عبدالکریم نے قبضہ چھوڑا یا نہ مگر چار سال سے اس میں نہیں رہتا تھا۔ اور مکان بوسیدہ حالت میں تھا۔

جماعت کے لوگوں کی اپیلیں یعنی مرافعے بعض میرے پاس آتے ہیں۔ جو قواعد اپیلیں کرنے کے متعلق ہیں کہ کس حالت میں میرے پاس اپیلیں ہو سکتی ہیں۔ ان کے متعلق ہدایات ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کے پاس ہیں میں نہیں جانتا کہ اپیلوں کے دائر کرنے پر فیس لی جاتی ہے۔ محکمہ لقول قائم کرنے کے متعلق میں نے کوئی ہدایت نہیں دی ہوئی۔ اور نہ میرے علم میں کوئی محکمہ ایسا ہے۔ دستاویز پیش کردہ پر مہر ہے وہ محکمہ امور عامہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری محکمہ قضا سے تعلق رکھتی ہے

ہمارے وہ احکام جو دیوانی معاملات کے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کی تعمیل اس طرح نہیں ہوتی۔ جس طرح عدالت کے احکام کی۔ (یعنی قرقی وغیرہ نہیں ہوتی) لیکن اہم کاموں میں جو تعمیل نہیں کرتے۔ ان کو ہم برادری سے خارج کرنے کے لئے کہتے ہیں۔

فرعون لفظ کے کئی معنی ہیں اصطلاحی بھی اور وضعی بھی۔ جو شخص جبر اور ظلم سے حکومت کرے۔ اسے بھی فرعون کہہ دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو فرعون کہا گیا۔

"الفاظ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی" سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ سیاق و سباق خلاف نہ ہو کہ کچھ ان میں سے ہم میں شامل ہو جائینگے۔ اور کچھ باقی رہ جائینگے۔ اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ اس جماعت میں اختلاف پڑ جائے گا۔

خطبہ جمعہ جو "الفضل" ۵ اگست میں شائع ہوا ہے جس میں کہا کہ ہم کونسے پتھر ہیں۔ میرا ہے اور یہ حصہ درست ہے

جب میں نے ملزم کی تقریر پڑھی تو میں نے اسے قابل اعتراض پایا۔ مگر اس کے فعل کے خلاف نفرت پیدا ہوئی اس کی ذات کے خلاف نفرت پیدا نہیں ہوئی۔

ایسے الفاظ جو اشتعال پیدا کرنے والے اور نفرت پیدا کرنیوالے ہوں۔ ان سے میرے دل میں ملزم کے خلاف نفرت و اشتعال اسلئے پیدا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے نفس کو اس قابل بنایا ہوا ہے۔ کہ کسی انسان کے خلاف میرے دل میں عداوت نہ پیدا ہو۔

میں ملزم کی تقریر سے زبانی کوئی ایسا لفظ نہیں بتا سکتا جو اشتعال انگیز اور نفرت انگیز ہے۔ (اس موقعہ پر اخبار زمیندار ۲۴ اکتوبر کا پرچہ پڑھنے کے لئے دیا گیا)

میں نے ملزم کی تقریر کو جو پرچہ زمیندار ۲۴ اکتوبر میں ہے دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعض فقرات قابل اعتراض ہیں اور وہ یہ ہیں

(۱) فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے۔

(۲) بعض مسلمان ایسے ہیں جو مرزائیت کو ایک مستقل لعنت سمجھتے ہیں۔

(۳) وہ نقاب اتار دیں گھونگٹ کھولے۔ پردہ اٹھا کر باہر آئے۔ بینی پکڑے مولا علی کے جوہر دیکھے۔ کشتی لڑے۔ غرض ہر ایک رنگ میں آ جائے۔ وہ موٹروں میں آئے۔ میں ننگے پیروں آؤں۔ وہ دیبا اور حریر پہن کر آئے۔ میں گاندھی جی کی کھلڑی (کھدر) پہن کر آؤں۔ وہ عنبری کھا کر آئے میں بھوکا آؤں۔ وہ زعفران کی چائے اور یاقوتی اور پلومر کی دوکان کی ٹانک وائن اپنے ابا کی سنت میں پی کر آئے۔ میں اپنے نانا کی سنت میں پیٹ پر پتھر باندھ کر آؤں۔

(۴) ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور پولیس سب آئیں اور دیکھیں کہ پانچ منٹ میں فیصلہ ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ وہ باہر نکلے اور صرف اسی پر اکتفا کرے کہ حکومت ہمارے سروں پر مسلط کر دے۔ حکومت پانچ منٹ کے لئے غیر جانبدار ہو۔ پھر دیکھو بخاری کا رنگ۔

(۵) ان کی چالبازیوں کے باوجود

(۶) اس خبیث زمین پر معلوم نہیں ہم کیوں آئے ہیں۔

(۷) یہاں خاتم النبیین کی توہین ہوتی ہے۔

(۸) واضح رہے کہ صبح ہونے سے پہلے یہاں آگ لگی ہوگی۔

(۹) مجھے اکیلا چھوڑ دو اور دیکھو میں بشیر محمود کو کیا کرتا ہوں

(۱۰) ان کا کعبہ لندن بن جائے گا۔

(۱۱) ؎ نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا۔

یہ ہے مسلمان کا عقیدہ۔ لیکن یہ مرزائی وہی ہیں۔ جو خواجۂ یثرب کی ہتک کرتے ہیں۔

(۱۲) ابن سعود مرزائیوں کے نقطۂ نظر سے واجب القتل ہے

(۱۳) بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف منسوب کر کے کہا۔ میرے مخالفین جنگلوں کے سؤر ہیں۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

اس اخبار کے علاوہ میں نے یہ تقریر اور ذریعہ سے بھی پڑھی تھی۔ اس مقدمہ کے دوران میں تقریر کے متعلق کسی نے اسوقت تک مجھے کچھ نہیں بتایا جب تک زمیندار میں وہ چھپی نہیں تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ ملزم کی تقریر پڑھنے کے بعد میں نے خطبہ میں اس کا ذکر کیا۔ یا الفضل نے ذکر کیا۔ میرا خیال ہے کہ بہت سے رقعے لوگوں نے اس تقریر کے خلاف لکھے تھے اور خطوط بھی لکھے تھے کہ ان میں سے کچھ خطوط دفتر میں موجود ہوں

[illegible]

ملزم کی تقریر کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ سامعین کے عقائد کو بدلا جائے۔ کیونکہ کسی احمدی کو وہاں جانے کی اجازت نہ تھی۔ تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل غرض احمدیوں کے خلاف منافرت پھیلانا تھی۔ بے شک اس کا یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اس بغض کی وجہ سے لوگ احمدی نہ ہو جائیں۔

تقریر کرنے والے نے جو فرعونی تخت کہا ہے۔ اس کو ہماری جماعت گالی سمجھتی ہے۔ اسلئے قابل اعتراض ہے کیونکہ ہم حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کو خدا کا فرستادہ سمجھتے ہیں۔ ان کی تعلیم کے متعلق ایسا لفظ بولا گیا ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ بعض مسلمان ایسے ہیں جو احمدیت کو مستقل لعنت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی احمدیت کے خلاف میں نے یہ لفظ نہیں پڑھا۔

[illegible]

یہ فقرہ کہ نقاب اتارے۔ گھونگھٹ کھولے، باہر آئے یہ میری ذات کے متعلق کہا گیا ہے۔ مگر الفاظ ٹانک وائن والا جو فقرہ ہے۔ وہ بانیٔ سلسلہ کے متعلق ہے۔ یہ مجھے معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کسی دوکان سے ایک دفعہ ٹانک وائن جو دوائی ہے کھانسی کے لئے اور جسے حال کوکا وائن بھی کہتے ہیں منگائی تھی۔

میں نے کبھی یاقوتی نہیں خریدی اپنی زندگی میں۔ بعض دوستوں نے بطور تحفہ کبھی پیش کی تو اس دوست کی خوشی کے لئے کبھی چکھی۔ استعمال کبھی نہیں کی۔ میں نے زعفران کی چائے یاد ہے ایک دفعہ لاہور میں پی۔ میں نے دیبا و حریر یعنی ریشمی کپڑا کبھی استعمال نہیں کیا۔ نہ اپنے لڑکوں کو پہننے کی اجازت دی ہے۔ میری موٹر گاڑی ہے جسے میں استعمال کرتا ہوں۔ لفظ خبیث کا استعمال قادیان کے متعلق گالی ہے۔ کیونکہ ہم قادیان کو مقدس مقام سمجھتے ہیں۔ عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو ایک دفعہ امرتسر میں دیکھا۔ جبکہ میں تقریر کر رہا تھا۔ ملزم اس میں شامل ہوا تھا۔ مجھے ملزم سے کوئی عداوت نہیں۔ یہ جو شعر ہے ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا۔

اسے الگ پڑھا جائے تو میں اس کے معنوں سے متفق ہوں لیکن اس کو اگلی عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو قابل اعتراض ہے کیونکہ یہ اشتعال انگیز ہے۔ فقرہ نمبر ۱۳ انجام الہدیٰ میں درج ہے۔

[illegible]

چار اپریل میں

اور

ایک مئی میں

حضرت امیر المومنین نے تمام جماعت کو جن سات روزوں کا حکم دیا ہے وہ اپریل کے مہینے میں چار اور مئی میں ایک ہوگا۔

مگر ملزم نے اپنی تقریر میں اصل فقروں سے جدا کر کے استعمال کیا ہے۔ اور یہ عیسائیوں کے متعلق ہے آئینہ صداقت میری کتاب ہے۔

عدالت:۔ سوال متعلق آئینہ صداقت کی اجازت نہیں دیجاتی۔ کیونکہ کتاب پیش نہیں کی گئی۔

میرا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برتر نہ کوئی ہو سکتا ہے اور نہ ان کے برابر ہو سکتا ہے ملائکۃ اللہ ایک کتاب ہے جس میں میری ایک تقریر درج ہے۔ (بیان ختم)

۲۷ مارچ کا بیان

۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیوان سکھ آنند صاحب سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری سرکاری وکیل کی جرح کے جواب میں حسب ذیل بیان دیا:۔

اخبار "زمیندار" کی پالیسی جماعت احمدیہ کے خلاف ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم آخری نبی ان معنوں میں کہتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرنیوالا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ جو آئے گا آپ کی اتباع میں آئے گا۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں ہے اسلئے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں ہوتی۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا رتبہ رکھنا تو درکنار وہ ان کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اسلئے جہاں حضرت مرزا صاحب کے تخت کے متعلق یہ آیا ہے کہ تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں آنیوالے تختوں کا ذکر ہے۔ نہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت سے اوپر حضرت مرزا صاحب کا تخت بچھایا گیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب اربعین صـ۱۷ میں حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے اور حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۱۶ بھی اس عقیدہ کی تائید کرتا ہے

حضرت مرزا صاحب کے جو سخت الفاظ پیش کئے گئے ہیں وہ آپ نے ان مولویوں کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ جنھوں نے پہلے آپ کے خلاف سخت کلامی اور بدزبانی کی کتاب البریہ کے صفحہ ۷۔ ۹ پر ان برے الفاظ اور بدزبانی کی فہرست درج ہے جو دوسروں نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف کی۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب الہدیٰ کے صفحہ ۶۸ میں سخت الفاظ کے متعلق لکھا ہے کہ ان لوگوں کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ جو شرارتیں کرتے ہیں سب کے متعلق نہیں کتاب ایام الصلح جو حضرت مرزا صاحب کی کتاب ہے اس کے ٹائیٹل کے صفحہ ۲ پر بعنوان اشتہار اطلاع عام جو مضمون ہے اس میں بھی بانی سلسلہ احمدیہ نے سخت الفاظ استعمال کرنے کی وجہ بیان کی ہے

لفظ ذریت سے مراد پیرو بھی ہے۔ چنانچہ ذریت دجال کا لفظ غیر احمدی علماء نے احمدیوں کے خلاف استعمال کیا ہے جو کہ فتویٰ علماء کے صـ۱۱ پر درج ہے

فروع کافی جلد ۳ میں امام ابو جعفر کی ایک حدیث درج ہے۔ جس میں انھوں غیر شیعوں کے لئے اولاد بغایا کا لفظ استعمال کیا ہے

چند احرار ایسے بھی ہیں جو شیعہ ہیں۔

"الفضل" ۵ جون ۱۹۳۴ء میں جو میرا خطبہ درج ہے۔ اس کے صفحہ ۹ میں وہ وجوہات بیان کی گئی ہیں جن کی بناء پر قادیان کے بعض لوگوں سے سودا خریدنا چھڑایا ہے مجھے اسوقت یاد نہیں کہ احمدی جماعت میں سے کسی نے احرار کانفرنس جو اکتوبر ۱۹۳۴ء میں منعقد ہوئی تھی بند کرانے کی کوشش کی تھی۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ ہندو یا سکھ قادیان سے باہر چلے جائیں۔ ہاں یہ میری خواہش ہے کہ مسلمان ہو جائیں اور اگر مسلمان نہ ہوں تب بھی وہ خوشی سے قادیان میں سکونت رکھیں۔ ہم جبر نہیں کرتے۔

مجھے یقینی طور پر یاد ہے کہ ہم نے ایک کنال زمین لالہ گوکل چند صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار قادیان کو چار پانچ سال ہوئے ہبہ کر دی تھی

ہم غیر احمدیوں سے یہ نہیں کہتے کہ اپنے جھگڑے ہمارے محکمہ قضا میں لا کر فیصلہ کرائیں۔ نہ ہم احمدیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ محکمہ قضا میں ضرور فیصلہ کرائیں۔

جماعت احمدیہ سے جس کو خارج کیا جائے اسے قادیان چھوڑ دینے کے لیے ہم نہیں کہتے۔ بعض کیسوں میں بعض احمدیوں کو جنھوں نے فیصلہ تو تسلیم نہ کیا جماعت سے خارج کیا گیا ہے۔ مگر اسوجہ سے پہلے تو ہمارے پاس آئے اور فیصلہ کرانے پر رضامندی ظاہر کی۔ مگر جب ہم نے فیصلہ کیا تو اس فیصلہ کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اس طرح خلاف معاہدہ کیا

یہ واقعہ ہے کہ بعض احمدی بغیر ہمارے محکمۂ قضا میں آنے کے سرکاری عدالتوں میں فیصلہ کے لئے آتے ہیں

قاضی محمد علی صاحب کی وصیت جس کا میرے بیان میں ذکر ہے۔ معہ دوسری متعلقہ دستاویزات پیش کی جاتی ہے

دو درجن کے قریب وصیت کرنے والوں کی ایسی مثالیں ہیں کہ جنھوں نے وصیت کی اور ان کی کوئی جائداد نہ پائی گئی۔ مگر ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ ایسے لوگوں کی فہرست موجود ہے

ہماری جماعت کا محمد حسین کے قتل میں کوئی ہاتھ نہ تھا۔ میرے خطبہ میں جو ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کے الفضل میں چھپا اس قتل کے متعلق اظہار افسوس کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

مکہ۔ مدینہ کو احمدی جماعت مقدس اور متبرک مقامات سمجھتی ہے۔ اور میں نے خود حج کیا ہے۔ اگر احمدیوں کے خلاف کوئی یہ الزام لگائے کہ مکہ و مدینہ کی عزت نہیں کرتے تو ہم اسے سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

چونکہ قاضی محمد علی صاحب نے دلیری سے اپنے جرم قتل کا اقرار کر لیا۔ اور اس گناہ سے توبہ کی۔ اور ظاہر کیا کہ اس نے یہ فعل سلسلہ کی تعلیم کے خلاف کیا۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ اور قتل چونکہ عمداً نہ تھا اس لئے اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

"الفضل" ۵ اگست ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۸ پر منافق کے متعلق جو حوالہ درج ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو میرے سامنے پیش کرو تا کہ اسے جماعت سے خارج کروں ہمیں اچھا کھانے اور اچھا پہننے سے شریعت اسلام میں منع نہیں کیا گیا۔ اگر کھانے اور پہننے کی چیزوں کا استعمال مناسب حد کے اندر ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر مشک اور عنبر استعمال فرماتے تھے۔ یہ سیرت النبی صفحہ ۶۳ حصہ اول جلد ۲ از مولانا شبلی میں بیان کیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات قیمتی کپڑے بھی پہنے۔ یہ بات ابو داؤد کے صفحہ ۵۹ میں درج ہے

ہر سال پانچ سے لے کر دس ہزار افراد تک کا جماعت احمدیہ میں اضافہ ہوتا ہے یعنی اس قدر لوگ احمدیت قبول کرتے ہیں

۱۹۲۱ء میں پنجاب میں جو مردم شماری ہوئی اس میں احمدیوں کی تعداد ۲۸ ہزار لکھی گئی تھی۔ اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۵۶ ہزار قرار دی گئی

سیف چشتیائی جو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے لکھی ہے اس کے صفحہ ۱۰۴ پر حضرت مرزا صاحب کے متعلق ملعونیت کا تمغہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور اس کے صفحہ ۱۰ پر "دجال قادیانی" کے الفاظ بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق استعمال کئے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب انوار الاسلام کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ میں نے حضرت مسیح علیہ السلام یا کسی اور نبی کے خلاف سخت کلامی نہیں کی۔

اسی بات کا ایام الصلح اور کتاب البریہ میں بھی ذکر آیا ہے

وکیل ملزم کے جواب میں

میرے بیان میں تختوں کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے اولیاء کے تخت ہیں۔ اور اولیا نبی کے درجہ سے کم درجے پر ہوتے ہیں

حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت سنہ ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔ مولویوں نے آپ کے خلاف جو سخت کلامی کی اور سخت الفاظ استعمال کئے وہ دعویٰ نبوت سے پہلے بھی کئے

بہت سی کتب جو حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہیں ان کا ترجمہ دوسروں کا کیا ہوا ہے۔ لجۃ النور کے صفحہ ۶۷-۶۸ کا ترجمہ غالباً آپ کا کیا ہوا نہیں

غیر احمدیوں یا ہندوؤں کو مفت زمین دینے کی تحریر غالباً کوئی ہوگی۔

میرے علم میں قاضی محمد علی صاحب کی کوئی دوسری وصیت نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے خلاف آپکے دعویٰ نبوت سے قبل مولویوں نے سخت الفاظ استعمال کئے۔

مجھے یاد نہیں کہ کتاب سیف چشتیائی حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کے جواب لکھی گئی۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی سیف چشتیائی کے بعد لکھی گئی اور اعجاز المسیح پہلے۔ (بیان ختم)

دفعہ ۱۴۴ کیخلاف ہائیکورٹ کا فیصلہ

لاہور ۲۔ اپریل شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور سے حسب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں

آج مسٹر جسٹس کری کی عدالت میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے خلاف درخواست برائے فیصلہ پیش ہوئی۔ ہز لارڈ شپ نے فیصلہ کیا کہ **قادیان کی ریونیو اسٹیٹ اور ملحقہ ریونیو اسٹیٹوں کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا آرڈر مبہم اور غیر موثر ہے۔** ہز لارڈ شپ نے کہا کہ اس ریکارڈ کی بنا پر جو میرے سامنے ہے میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آیا قادیان کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا یہ حکم (حدود کے متعلق) اس قدر معین ہے کہ وہ صحیح قرار دیا جا سکے۔ کیونکہ بالعموم شہر کی حدبندی برجیوں اور چنگی کی حدود کی بنا پر قرار دیجاتی ہے۔

نیشنل لیگ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس

نیشنل لیگ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس بصدارت قریشی محمد صادق شبنم بی۔ اے۔ یکم اپریل ۱۹۳۵ء کو بوقت ساڑھے پانچ بجے شب الحکم بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے ذیل کے ریزولیوشنز پاس ہوئے

ایک کانسٹیبل کی شرمناک حرکت کے خلاف پروٹسٹ

(۱) نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہے کہ ایک پولیس مین نے ایک احمدی عورت کی شرمناک طریق پر ہتک کی۔ لیکن باوجود رپورٹ دینے کے افسران نے ابتک اس شخص کو مناسب سزا نہیں دی۔ لیگ حکومت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہے اور امید کرتی ہے کہ اپنی قدیمی روایات کے مطابق حکومت ایک عورت کی عزت پر اپنے سپاہی کی پرسٹیج کو ترجیح نہیں دیگی۔ اور باوجود اس اختلاف کے جو اسوقت بعض حکام کو احمدیوں سے ہے۔ اس معاملہ میں حکومت کا طرز عمل ثابت کر دے گا۔ کہ جن پر وہ ناراض ہو۔ ان سے بھی اس کمینہ سلوک کو (جیسا کہ اس سپاہی نے کیا) برداشت نہیں کرتی

پولیس اور مجسٹریٹ کی موجودگی میں احراریوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی

(۲) نیشنل لیگ اس امر پر اظہار افسوس کرتی ہے کہ قادیان کے ایک سائیکل مرچنٹ محمد محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی کو بعض احراریوں نے رات کیوقت مکان کے اندر بند کر کے مارا۔ اور پولیس کو جب لوگ اطلاع دینے گئے۔ تو تھانہ کا دروازہ نہایت مشکل سے کھولا گیا۔ اسوقت ابھی دفعہ ۱۴۴ جاری تھی۔ اسلئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کی موجودگی میں مجمع غیر قانونی کو کیوں منتشر کیا گیا۔ نیشنل لیگ چیف سکرٹری صاحب پنجاب اور انسپکٹر جنرل صاحب پولیس سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس بارہ میں تحقیق کر کے مناسب کارروائی کریں

واقعہ کراچی کے متعلق کمیشن قائم کرنے کا مطالبہ

(۳) نیشنل لیگ قادیان اس امر پر افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ کہ کراچی میں نہتے مسلمانوں پر گولی چلائی گئی جس کی وجہ سے ۴۷ آدمی مارے گئے اور۔ اس سے زائد آدمی زخمی ہوئے۔ لیگ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ عوام الناس کو بھڑکانے کا ناپسندیدہ فعل بعض مسلمانوں سے سرزد ہوا۔ اور اس بارے میں ہرگز ان کی تائید نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ اس امر کو بھی گوارا نہیں کر سکتی کہ بغیر کسی ظاہری فساد کے اسقدر جانوں کو ضائع ہونے دیا گیا۔ ہمارے نزدیک ایسے موقعہ پر کسی اور موثر ذریعہ سے کام لیا جاتا۔ یا پہلے سے لوگوں کو جمع ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ہند اس واقعہ کی تحقیق کر کے مسلمانوں کی دلجوئی کرے گی۔

احرار امن سوز حرکات عمل میں لانیکی فکر میں ہیں

(۴) نیشنل لیگ کو مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ احرار قادیان اس فکر میں ہیں کہ قادیان کے امن کو برباد کرنے کے لئے لوگوں میں اشتعال پھیلانے کے مختلف طریقے اختیار کریں۔ جس کے نتیجہ میں بدامنی کی وارداتیں ہوں اور اس طرح جماعت احمدیہ کو یہ ظاہر کر کے بدنام کیا جاسکے کہ ان کی وجہ سے احرار کی زندگیاں خطرہ میں ہیں۔ ہم حکومت پنجاب کو احرار کی اس منصوبہ بازی سے قبل از وقت آگاہ کر دینا چاہتے ہیں۔ تا کہ حکومت اس فتنہ کے سدباب کے لئے مناسب تدابیر اختیار کر سکے۔

منافرت پھیلانیوالے ایک دل آزار ٹریکٹ کی ضبطی کا مطالبہ

(۵) نیشنل لیگ ذمہ دار حکام کی توجہ اس نہایت گندے دل آزار۔ اشتعال انگیز اور امن عامہ کو برباد کر دینے والے پوسٹر کی طرف مبذول کراتی ہے۔ جو ملتان کے کسی شخص مسمی محمد غلام نے بعنوان "منشی غلام احمد قادیانی کی نبوت کا بطلان" اقبال پریس ملتان میں چھپوا کر شائع کرایا ہے۔ اور جسے احرار قادیان کے ایک سرگرم کارکن نے احرار کے بورڈ پر چسپاں کر کے عین بازار کے چوک میں آویزاں کیا۔ جہاں کئی دن تک لٹکا رہا۔ اس پوسٹر میں لوگوں کو احمدیوں کو قتل کرنے ان کے اموال اور جائدادوں پر قبضہ کرنے اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کرنے وغیرہ وغیرہ کی صاف اور کھلے الفاظ میں تلقین کی گئی ہے ایسے لٹریچر کو شائع کرنے کی اجازت دینے کے یہ معنی ہیں کہ ملک کا امن برباد ہو کر قتل و غارت خونریزی اور لوٹ مار شروع ہو جائے۔ لہذا لیگ ذمہ دار حکام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس پوسٹر کے شائع کرنے والے شخص کو سخت سے سخت سزا دے۔ ان لوگوں کو بھی جنھوں نے یہاں اس کی اشاعت کر کے امن عامہ میں خلل ڈالنے کی کوشش کی ہے سختی سے نوٹس لے۔

(۶) ان قراردادوں کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حکام ضلع گورنمنٹ پنجاب۔ گورنمنٹ ہند اور پریس کو ارسال کی جائیں۔

ظفر محمد مولوی فاضل
سکرٹری نیشنل لیگ قادیان ۲-۴-۳۵

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بازو

"الحکم"

اپنا حق مانگتا ہے

نبی گر نبی صلے اللہ علیہ وسلم

جو آئے ابتدا میں رونق غار حرا ہوکر
گئے واپس نبی گر اور ختم الانبیاء ہوکر
کوئی ہو پیرو کامل تو پا جائے نبوت بھی
نبوت سے معطل ہو اگر آئے جدا ہوکر

خامۂ کاتب

شعر کا تھا دانہ پانی بیدل و صائب کے ہاتھ
اور اسکی پاسبانی میرزا غالب کے ہاتھ
دانہ پانی۔ پاسبانی گو ہیں اسباب بقا
پر ہے اسکی زندگانی خامۂ کاتب کے ہاتھ
(حسن رہتاسی)

THE STAR HOSIERY WORKS LTD. QADIAN

قومی تجارت کو فروغ
دینے کے لیئے
دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹیڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپیہ ہے
جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں:۔

درخواست کے ہمراہ	.... مبلغ دو روپے فی حصہ	
تخصیص حصص	.... " تین روپے "	
مطالبہ اول	.... دو روپے آٹھ آنے	ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا
مطالبہ ثانی	.... " " "	

مزید معلومات حاصل کرنے کے لیئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں
خادم
جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

۲۶ مئی کو الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع ہوگا

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفیع الی اللہ کا مقام پایا۔ اور ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کردیا کرتے ہیں اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کی ۵ ہزار کاپیوں کا انتظام قبل از وقت ہوجائے۔ اسکے لئے میں

محبان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں!

کہ وہ ایک ایک سو کاپی یا کم از کم دس دس کاپی لے کر تقسیم کریں۔ اس میں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ۱۸ روپیہ فی سیکڑہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور فدائی خدام جلد سے جلد اپنے نام دے دیں گے۔ جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہونگے۔

میں کام کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

خاکسار:- **عرفانی**

حیات احمدؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات خاکسار شائع کررہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چالیس سالہ زندگی کے حالات پہلے شائع ہوچکے ہیں۔ اب آپ کی زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہورہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اس لئے سو سو صفحہ کے حصص میں شائع ہورہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر جس میں

۱۸۸۳ء تک کے حالات

ہیں شائع ہوگیا ہے۔ حسب معمول اسکی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہوجائے۔ تو اس کے لئے کم از کم ۵۰۰ خریدار مکمل ہوجاویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ

ہر ایک احمدی کے گھر میں ہونی چاہیے

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی اب پانچویں جلد شائع ہوگئی ہے اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام۔ اور تیسرے نمبر میں چودھری رستم علی خان رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ اور چوتھے نمبر میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں

اس سلسلہ کی ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کردی جائے گی۔ تھوڑی جلدیں طبع ہوتی ہیں۔ احباب جلد منگوالیں

حیات النبی ہر دو حصہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس سالہ زندگی کے حالات قیمت فی جلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں کو (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں) الحکم کا پرچہ ارسال ہے اور مجھے ہر گونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کرینگے۔ اگر وہ کسی وجہ سے خریدار نہ رہنا چاہیں۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں

ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جائے۔ اگر وہ خریدار نہ ہونا چاہیں۔ تو بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ الحکم کے اس دور میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کچھ حساب نہ رہے

میں جذبات آمیز الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب و سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے۔**

(عرفانی)

سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)